﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک 29/اپریل 2011ء | 25/جمادی الاوّل 1432 ہجری قمری ❁ 29/شہادت 1390 ہجری شمسی | شمارہ 17

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ اور ہر آدمی کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی''۔

(صحیح بخاری۔ کتاب بدء الوحی)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمالِ صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے۔

اصلاحِ نفس کے لئے نری تجویزوں اور تدبیروں سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ محض اپنی سعی اور کوشش سے طہارتِ نفس پیدا ہو جاوے یہ خیال باطل ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ پھر انسان کوشش نہ کرے اور مجاہدہ نہ کرے۔ مگر یہ تجاویز اور تدابیر اپنے نفس اور خیال سے پیدا کی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں۔ بلکہ ان تدابیر کو اختیار کرنا چاہئے جن کو خود خدا تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھائی ہیں۔

اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔

''یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمالِ صالحہ میں کمزوری اور سُستی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضاء کو کاٹ دیتا ہے۔ دیکھو اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جائیں تو وہ آنکھوں سے بدنظری کیونکر کر سکتا ہے اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا۔ اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیئے جائیں، شہوانی قویٰ کاٹ دیئے جائیں، پھر وہ گناہ جو ان اعضاء سے متعلق ہیں کیسے کر سکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفسِ مطمئنّہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفسِ مطمئنّہ اُسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی۔ وہ دیکھتا ہے پر نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔ وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سُن سکتا۔ اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں اور اندرونی اعضاء کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس کی ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہو سکتا تھا ایک موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ بالکل ایک میّت کی طرح ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اُسے دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہئے اور ہماری جماعت کو اس کی ضرورت ہے۔ اور اطمینانِ کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمانِ کامل کی ضرورت ہے۔ پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچّا ایمان حاصل کریں۔

یاد رکھو اصلاحِ نفس کے لئے نری تجویزوں اور تدبیروں سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ جو شخص نری تدبیروں پر رہتا ہے وہ نامراد اور ناکام رہتا ہے کیونکہ وہ اپنی تدبیروں اور تجویزوں ہی کو خدا سمجھتا ہے۔ اس واسطے وہ فضل اور فیض جو گناہ کی طاقتوں پر موت وارد کرتا ہے اور بدیوں سے بچنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی قوت بخشتا ہے وہ انہیں نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے آتا ہے جو تدبیروں کا غلام نہیں تھا۔ انسانی تدبیروں اور تجویزوں کی ناکامی کی مثال خود خدا تعالیٰ نے دکھائی ہے۔ یہودیوں کو توریت کے لئے کہا کہ اس میں تحریف و تبدیل نہ کرنا اور بڑی بڑی تاکیدیں اس کی حفاظت کی اُن کو کی گئیں۔ لیکن کم بخت یہودیوں نے تحریف کر دی۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کو کہا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) یعنی ہم نے اس قرآن مجید کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پھر دیکھ لو کہ اس نے کیسی حفاظت فرمائی۔ ایک لفظ اور نقطہ تک پس و پیش نہ ہوا اور کوئی ایسا نہ کر سکا کہ اس میں تحریف تبدیل کرتا۔ صاف ظاہر ہے کہ جو کام خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ بڑا ہی بابرکت ہوتا ہے اور جو انسان کے اپنے ہاتھ سے ہو وہ بابرکت نہیں ہو سکتا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور اسی کے ہاتھ سے نہ ہو تو کچھ نہیں ہوتا۔ پس محض اپنی سعی اور کوشش سے طہارتِ نفس پیدا ہو جاوے یہ خیال باطل ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ پھر انسان کوشش نہ کرے اور مجاہدہ نہ کرے۔ نہیں، بلکہ کوشش اور مجاہدہ ضروری ہے اور سعی کرنا فرض ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل سچی محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ اس واسطے ان تمام تدابیر اور مساعی کو چھوڑنا نہیں چاہئے جو اصلاحِ نفس کے لئے ضروری ہیں۔ مگر یہ تجاویز اور تدابیر اپنے نفس اور خیال سے پیدا کی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ان تدابیر کو اختیار کرنا چاہئے جن کو خود اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھائی ہیں۔ آپؐ کے قدم پر قدم مارو اور پھر دعاؤں سے کام لو۔ تم ناپاکی کے کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہو مگر خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر صرف تدبیروں سے صاف چشمہ تک نہیں پہنچ سکتے جو طہارت کا موجب بنے۔

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ احتیاطیں کرتے کرتے خود مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھنس جاتے ہیں۔ اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کا فضل ان کے ساتھ نہیں ہوتا اور ان کی دستگیری نہیں کی جاتی۔ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور خیال سے اگر کوئی اصلاحِ نفس کرنے کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے۔

اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے۔ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبۃ: 119) یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ (التوبۃ: 119) یعنی ایمان والو! تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنّت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا مَیں زنا کرتا ہوں؟ اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تُو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ مَیں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پئے گا۔

پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ نفس کے لئے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبۃ: 119) کا حکم دیا ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آ جائے گا۔ ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف اسی صحبت کے نہ ہونے کی وجہ سے محروم رہ گئے۔ اگر وہ ہمارے پاس آ کر رہتے، ہماری باتیں سنتے تو ایک وقت آ جاتا کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کی غلطیوں پر متنبّہ کر دیتا اور وہ حق کو پا لیتے۔ لیکن اب چونکہ اس صحبت سے محروم ہیں اور انہوں نے ہماری باتیں سننے کا موقعہ کھو دیا ہے اس لئے کبھی کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ دہریئے ہیں، شراب پیتے ہیں، زانی ہیں اور کبھی یہ اتہام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ صحبت نہیں، اور یہ قہرِ الٰہی ہے کہ صحبت نہ ہو''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 504تا506۔ جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(خطاب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرمودہ 28/دسمبر 1927ء برموقع جلسہ سالانہ)

(ساتویں قسط)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دسواں کام
فقہ کی اصلاح

دسواں کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا کہ فقہ کی اصلاح کی جس میں سخت خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں اور اس قدر اختلاف ہو رہا تھا کہ حد نہ رہی تھی۔

آپ نے اس کے متعلق زریں اصول باندھا اور فرمایا شریعت کی بنیاد مندرجہ ذیل چیزوں پر ہے۔

(1) قرآن کریم (2) سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (3) احادیث جو قرآن کریم اور سنت اور عقل کے خلاف نہ ہوں (4) تَفَقُّہْ فِی الدِّیْن (5) اختلاف طبائع وحالات۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ نے سنّت اور حدیث کو الگ الگ کیا۔ آپ نے فرمایا سنّت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل ہے جس پر آپؐ قائم ہوئے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دی۔ اور حدیث وہ قول ہے جو آپؐ نے بیان کیا۔

اب دیکھو ان پانچ اصول سے آپ نے کیسی اصلاح کر دی ہے۔ سب سے اوّل درجہ پر آپ نے قرآن کریم کو رکھا کہ وہ خدا کا کلام ہے مفصّل ہے مکمل ہے اس میں نہ کوئی تبدیلی ہوگی نہ ہوئی ہے، نہ کوئی تبدیلی کر سکتا ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ ایسے کلام سے بڑھ کر کونسی بات معتبر ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد سنّت ہے کہ صرف قول سے اس کا تعلق نہیں بلکہ عمل سے ہے اور عمل بھی وہ جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود کیا کرتے تھے اور متواتر کرتے تھے۔ ہزاروں لوگ اسے دیکھتے تھے اور اس کی نقل کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ ایک یا دو یا تین کی گواہی ہو کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہتے سنا بلکہ ہزاروں آدمیوں کا عمل کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں کرتے دیکھ کر آپ کی اتباع میں ایسا کام شروع کیا۔ اس سنّت میں غلطی کا احتمال بہت ہی کم رہ جاتا ہے۔ اور یہ حدیث سے جو چند افراد کی شہادت ہوتی ہے بہت افضل ہے۔

اس کے بعد آپ نے حدیث کو رکھا۔ لیکن ان کے متعلق یہ شرط لگائی کہ صرف راویوں کی پرکھ ان کی صداقت کی علامت نہیں بلکہ ان کا قرآن کریم، سنت اور قانون قدرت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

حدیث کے بعد تَفَقُّہْ فِی الدِّیْن کا مرتبہ رکھا کہ عقل کو استعمال کر کے جو مسائل میں ترقی ہوتی ہے اس کے لئے بھی رستہ کھلا رہے۔

پھر پانچویں بنیاد فقہ کی آپ نے مختلف حالات اور مزاجوں کو مقرر کیا اور اسے شریعت اسلامیہ کا ضروری جزو قرار دیا۔ اس اصل سے بہت سے مختلف فیہ مسائل حل ہو گئے۔ مثلاً آمین کہنے پر جھگڑے ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا جس کا دل اونچی آمین کہنے کو چاہے وہ اونچی کہے، جس کا دل اونچی کہنا نہ چاہے نہ کہے۔ جب یہ دونوں باتیں ثابت ہیں تو ان پر جھگڑا فضول ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مزاج کے لوگوں کو مدنظر رکھ کر دونوں طرح عمل کیا ہیض پس ہر اک شخص اپنے مزاج کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔ دوسرے کے فعل سے سروکار نہیں رکھنا چاہئے۔ اسی طرح فرمایا کہ جس کا دل چاہے سینہ کے اوپر ہاتھ باندھے جس کا دل چاہے ناف کے نیچے باندھے۔ انگلی اٹھانے یا نہ اٹھانے کے متعلق، رَفْعِ یَدَیْن کرنے یا نہ کرنے کے متعلق بھی یہی فرمایا کہ دونوں طرح جائز ہے۔ اسی طرح بہت سے جھگڑوں کو جو کسی شرعی اختلاف کی وجہ سے نہ تھے بلکہ دو جائز باتوں پر جھگڑنے کے سبب سے تھے اور شریعت کی اس حکمت کو نہ سمجھنے کے سبب سے تھے کہ اس میں مختلف طبائع کا لحاظ رکھ کر مختلف صورتوں کو بھی جائز رکھا جاتا ہے، آپ نے مٹا دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گیارہواں کام
عورتوں کے حقوق کا قیام

گیارھواں کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا کہ عورتوں کے وہ حقوق قائم کئے جو آپ کی آمد سے پہلے بالکل تلف کئے جاتے تھے مثلاً (1) ورثہ نہیں ملتا تھا (2) پردہ میں سختی کی جاتی تھی۔ چلنے پھرنے تک سے روکا جاتا تھا (3) علم سے محروم رکھا جاتا تھا (4) سلوک اور مراعات سے محروم رکھا جاتا تھا (5) نکاح کے متعلق اختیار نہیں دیا جاتا تھا۔ (6) خلع اور طلاق میں سختی کی جاتی تھی۔ (7) حقوق انسانیت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا تھا۔ آپ نے ان سب کی اصلاح کی۔

(1) ورثہ سے محروم رکھنے کو آپ نے سختی سے روکا اور عورتوں کے اس حق کی تائید کی۔ چنانچہ ہمارے گھر میں کہ جہاں پُشتوں سے عورتوں کا حق نہ دیا گیا تھا۔ ہماری بہنوں کو زمینداری کے پورے حقوق ملے اور وہ ہمارے ساتھ آپ کی جائیداد کی وارث ہوئیں۔

(2) پردہ میں جو ظاہری سختی کی جاتی تھی اُسے دُور کیا۔ آپ (حضرت اماں جان) کو ساتھ لے کر سیر کو جایا کرتے۔ ایک دفعہ آپ ایک سٹیشن پر (حضرت اماں جان) کو ساتھ لے کر ٹہل رہے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کو یہ بہت ناگوار گزرا۔ کیونکہ اس زمانہ میں بڑی شرم کی بات اور عیب سمجھا جاتا تھا کہ عورت ساتھ ہو۔ وہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے پاس آئے اور کہا حضرت صاحب بیوی صاحبہ کو ساتھ لے کر ٹہل رہے ہیں۔ لوگ کیا کہیں گے۔ آپ جا کر حضرت صاحب سے کہیں کہ بیوی صاحبہ کو بٹھا دیں۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے کہا آپ خود جا کر کہیں مَیں تو نہیں کہہ سکتا۔ آخر آپ گئے اور پھر سر نیچے ڈالے ہوئے آئے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے پوچھا حضرت صاحب نے کیا جواب دیا۔ کہنے لگے جب مَیں نے کہا لوگ اس طرح ٹہلنے پر اعتراض کریں گے۔ تو آپ ٹھہر گئے اور فرمایا لوگ کیا اعتراض کریں گے، کیا یہ کہیں گے کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ٹہل رہے تھے؟

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے عورتوں کی صحت کی درستی کیلئے ان کے چلنے پھرنے کی آزادی دی اور آج گو تعلیم یافتہ طبقہ اس تغیر کو نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کام کو شروع کیا تھا اس وقت یہ بات حیرت انگیز تھی۔ آپ نے بتایا کہ پردہ کی غرض بعض کمزوریوں سے بچانا ہے اور اس کے علاوہ عورتوں کو مردوں سے آزادانہ میل جول رکھنے سے روکا گیا ہے نہ کہ عورتوں کو قید میں ڈالے رکھنے کا حکم دیا ہے۔

(3) تیسرے عورتوں کو علم سے محروم رکھا جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو علم پڑھانے پر خصوصیت سے زور دیا۔ چنانچہ آپ نے ایک دوست کو خط میں لکھا کہ عورتوں کو عربی فارسی کے علاوہ کچھ انگریزی کی بھی تعلیم دینی چاہئے اور مختلف علوم سے بھی کچھ آگاہی ان کیلئے ضروری ہے۔

(4) چوتھے، عورتوں کے متعلق سلوک اور مراعات الہامی طور پر آپ نے قائم کیں اور بتایا سلوک اور مراعات میں عورتیں مردوں کے مساوی ہیں۔ حتی کہ ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب اپنی بیوی سے اونچی آواز میں بولے تو آپ کو الہام ہوا جس کا مفہوم یہ تھا کہ مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو کہہ دو کہ یہ طریق اچھا نہیں۔

(5) پانچویں، عورتوں کو نکاح کے متعلق اختیارات حاصل نہ تھے آپ نے اس حق کو قائم کیا اور عورت کی رضامندی نکاح کے لئے ضروری قرار دی۔ بلکہ عورت اور مرد کو نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنے کے ارشاد کو پھر جاری کیا اور بعض مرد و عورت کو آپ نے خود حکم دے کر ایک دوسرے کو دکھلا دیا۔

(6) چھٹے، طلاق کا رواج اس قدر وسیع تھا کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ آپ نے اسے روکا اور جس حد تک ممکن ہو تعلق نکاح کو قائم رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ اس کے مقابلہ میں خلع کا دائرہ اس قدر تنگ کیا گیا تھا کہ عورت گُھٹ گُھٹ کر مر جاتی، اس کا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا۔ آپ نے اس دروازہ کو کھولا اور عورت کے حقوق جو شریعت نے اسے دیئے ہیں پھر قائم کئے اور بتایا کہ طلاق کے مقابل میں عورت کو خلع کا حق ہے۔ اور صرف اس قدر فرق ہے کہ عورت کے لئے شرط ہے کہ وہ قاضی کی معرفت علیحدگی حاصل کرے۔ ورنہ عورت کی تکلیف اور احساسات کا شریعت نے اس قدر پاس کیا ہے جس قدر مرد کے احساسات کا۔

(7) ساتویں، عورت کے اہلی اور تمدنی حقوق کو بلند کیا۔ آپ کی بعثت سے پہلے عورت کے کوئی حقوق ہی نہیں تسلیم کئے جاتے تھے۔ مگر آپ نے عورتوں کے حقوق پر خاص زور دے کر اسے اس غلامی سے آزاد کیا جس میں وہ باوجود اسلام کی تعلیم کے مبتلا کر دی گئی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بارھواں کام
اصلاح اعمال انسانی

بارھواں کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انسانی اعمال کی اصلاح کے متعلق کیا جس پر نجات کا مدار ہے۔

تمام دنیا اعمال انسانی کی اصلاح تو ایک اہم امر سمجھتی تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ کام کس طرح ہو سکتا ہے۔ مسلمان بھی اس مسئلہ کے متعلق خاموش تھے بلکہ دوسروں سے کچھ گری ہوئی حالت میں تھے۔ آپ نے قرآنِ کریم سے ایسے گُر بتائے کہ اس مسئلہ کو بالکل حل کر دیا اور راستہ کھول دیا جس کا مقابلہ اور کوئی مذہب نہیں کر سکتا۔

مسیحیت نے ورثہ کے گناہ کی تھیوری پیش کر کے کہا تھا کہ چونکہ انسان کو گناہ ورثہ میں ملے ہیں اس لئے کوئی انسان ان سے بچ نہیں سکتا۔ گویا اس کے نزدیک اصلاحِ نفس ناممکن تھی اور اس ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے اس نے کفّارہ ایجاد کیا تھا۔

ہندو مذہب کا عقیدہ تھا کہ اصلاحِ نفس حساب صاف کرنے سے ہو سکتی ہے۔ جب حساب صاف ہو جائے گا تب نجات ہوگی۔ پرمیشور انسان کی نیکیوں اور بدیوں کا حساب رکھتا ہے اور ان کا مقابلہ کرتا رہتا ہے۔ اگر بدیاں زیادہ ہوں تو مرنے کے بعد کسی اور جون میں ڈال کر دنیا میں بھیج دیتا ہے۔ اس طرح ہندو مذہب نے اصلاحِ نفس کو ناممکن بنا کر انسان کو تناسخ کے چکر میں ڈال دیا تھا۔

یہود اصلاحِ نفس کے سرے سے ہی منکر تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک نبی بھی گناہگار ہو سکتا تھا اور ہوتا ہے۔ وہ مزے لے لے کر نبیوں کے گناہ گناتے تھے اور اس میں کوئی نقص نہ سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک نجات کی صورت صرف یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا پیارا قرار دے کر اس سے نجات کو وابستہ کر دے۔ گویا وہ نجات کو ایک تقدیری عمل سمجھتے تھے اور اپنی نجات پر اس لئے مطمئن تھے کہ وہ ابراہیم کی اولاد اور موسیٰ کی امت ہیں، نہ اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کو اصلاحِ نفس کے ذریعہ سے حاصل کر چکے ہیں۔

مسلمانوں نے بھی ملائکہ اور انبیاء تک کو گناہ میں ملوث کر کے یہود کی نقل میں اس مقصد کو فوت کر دیا تھا اور یہ بات گھڑ لی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب مسلمانوں کی شفاعت کریں گے اور سب بخشے جائیں گے اس سے بھی زیادہ غضب یہ ہو رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور بہت سے پیر ایسے بنا رکھے تھے اور وہ پیر اِن سے کہتے تھے کہ کچھ کرنے دھرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم تمہیں خود سیدھے جنّت میں پہنچا دیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سب خیالات کی غلطی کو ثابت کیا اور نجات کے گُر قرآن کریم سے پیش کئے اور ایک کامل اور مکمل اصل اصلاحِ نفس کے لئے جس پر نجات کا مدار ہے، پیش کیا۔ آپ نے تسلیم کیا کہ ورثہ میں انسان کو عیب اور گناہ کا میلان ملتا ہے جس طرح نیکی کا میلان ملتا ہے۔ آپ نے یہ بھی تسلیم کیا کہ نفسانی پاکیزگی کے لئے پچھلے حساب کی صفائی بھی نہایت ضروری ہے لیکن آپ نے انبیاء کے متعلق گناہ کی نسبت کو سختی سے رد کیا اور اس مسئلہ کو بھی رد کیا کہ انسان باوجود دیدہ و دانستہ شریعت کی مخالفت کرنے کے شفاعت سے حصہ لے سکتا ہے۔ یہ دونوں مسئلے یہود سے مسلمانوں نے لئے تھے اور اسلامی تعلیم کے مخالف تھے۔ آپ نے اس خیال کو بھی کہ خدا تعالیٰ نے کسی کو بدکار بنایا اور کسی کو نیک، ردّ کیا۔ اور پہلی دو باتوں کو آپ نے اس اصلاح کے ساتھ تسلیم کیا (1) اس میں کوئی شک نہیں کہ ورثہ سے بھی اچھے اور برے اثر ملتے ہیں۔ (2) اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ کھانے پینے اور آب و ہوا سے بھی بعض خاص عادات پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ مختلف ملکوں کی عادات سے ظاہر ہے۔ کشمیر کے لوگ بزدل ہوتے ہیں اور پٹھان خونخوار ہوتے ہیں۔ بنگالی بزدل ہوتے ہیں اور ان کی نسبت پنجابی بہادر ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنے متعلق پورا پورا اختیار رکھتا تو ہمیشہ یہی کیوں ہوتا کہ بنگالی مارتا نہیں۔ کشمیری دلیری اور جرأت کا کام نہیں کرتا اور پٹھان مرنے مارنے پر تیار رہتا ہے۔ اس طرح کے قومی عیوب بتاتے ہیں کہ کھانے پینے اور آب و ہوا کا بھی عادات میں دخل ہوتا ہے۔ پس ان خاص افعال کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہاں کے سب لوگ اپنی مرضی سے خاص عیب یا خاص خوبیاں اختیار کر لیتے ہیں۔ (3) اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ تربیت اور عقیدہ کا بھی انسان پر خاص اثر پڑتا رہتا ہے جیسے ہندو گائے کے ذبح کرنے پر جوش میں آجاتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دوسرے کو مارنے پر پھانسی دیا جاؤں گا مگر جب گائے کو ذبح ہوتے دیکھتا ہے تو قتل پر آمادہ ہو جاتا ہے، یہ عقیدہ کا اثر ہے۔ (4) اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جس وقت انسان کوئی کام کرنے لگتا ہے اس وقت کے حالات کا بھی اس پر خاص اثر پڑتا ہے۔ ایک استاد روز لڑکوں سے سبق سنتا ہے اور نرمی سے کام لیتا

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر142

مکرم جمال بوضیاف صاحب

مکرم جمال بوضیاف صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق الجزائر سے ہے جس کے شہر ”رأس الوادی“ میں 1963ء میں میری پیدائش ہوئی۔اور 1987ء میں قانون کی ڈگری حاصل کی۔مجھے سکول کے زمانے سے ہی مطالعہ کا بہت شوق تھا۔اسلامی موضوعات اور غیبی امور کے بارہ میں معلومات ہمیشہ میری توجہ کا مرکز بنتی تھیں۔ان میں مسیح دجال، یاجوج ماجوج اور مصری اہرامات کے بارہ میں مختلف نظریات کے بارہ میں مجھے جاننے کا بے حد شوق تھا۔

نوجوانی کا ایک رؤیا

اوائل نوجوانی میں مَیں نے ایک رؤیا دیکھا کہ مَیں ایک ایسے راستے پر چلتا جا رہا ہوں جس کے دونوں طرف مختلف سائز کی لا تعداد کتب کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ان کی کثرت میرے لئے باعث کیف وسرور ہے، اور مَیں ان میں سے زیادہ سے زیادہ کتب اکٹھا کرنے اور اٹھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ایک طرف میری یہ حالت ہے تو دوسری طرف وہاں سے گزرنے والے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ ان کتب سے بے نیاز اپنی اپنی راہ لئے گزرتے جا رہے ہیں۔

عمر کے چالیسویں سال تک مَیں نے یہ رؤیا کئی بار دیکھا لیکن اس کی کوئی سمجھ نہ آئی۔لیکن جب بیعت کی اور جماعت احمدیہ کی عربی ویب سائٹ کا اجراء ہوا تو اس پر جماعتی علوم کے خزانے کتابوں کی صورت میں ملنے لگے۔ان دنوں میرا پسندیدہ مشغلہ یہ رہا کہ مَیں روزانہ مختلف کتب اس عربی ویب سائٹ سے پرنٹ کر کے پڑھتا اور پھر اپنی لائبریری میں رکھ لیتا تھا۔انہی ایام میں مجھے اپنا مذکورہ رؤیا یاد آ گیا اور اس کی واضح تعبیر بھی سمجھ آ گئی کہ یہی وہ کتب ہیں جن کو پڑھنے کے لئے میری خواہش بڑھتی جاتی ہے لیکن میرے ارد گرد ہی ایک دنیا اس روحانی مائدہ سے بے خبر ہے۔

نماز کے التزام کا عہد

مَیں مسلمان تو تھا لیکن اسلام مجھے وراثت میں ملا تھا اس لئے کبھی اپنے عقیدہ کے بارہ میں سوچا بھی نہ تھا۔ نمازوں اور دیگر عبادات کے بارہ میں کچھ خاص التزام نہ تھا۔1990ء کی بات ہے کہ ایک دن ہم کچھ نوجوان بیٹھے شطرنج کھیل رہے تھے کہ مغرب کی اذان ہوئی اور ہم میں سے ایک نوجوان جس کا تعلق ایک امیر گھرانے سے تھا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور قریبی مسجد میں نماز کے لئے چلا گیا۔یہ دیکھ کر مَیں سوچ میں پڑ گیا کہ باوجود امارت اور پیسے کی ریل پیل کے یہ نوجوان کیونکر بوقت نماز فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور مَیں کیوں بیٹھا شطرنج کھیلتا رہا؟ یہ سوچ بالآخر مجھے درست نتیجہ کی طرف لے آئی اور مَیں نے اس دن عہد کیا کہ مَیں نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اور الحمد للہ اس دن سے آج تک اس عہد پر قائم ہوں۔

جماعت سے تعارف

1991ء میں میری شادی ہوگئی اور مجھے گورنمنٹ کی ایک اچھی نوکری اور کوارٹر بھی مل گیا لیکن اس میں فرنیچر اور دیگر ساز وسامان ڈالنے کیلئے کافی محنت کرنی پڑی۔کچھ عرصہ کے بعد میرے مالی حالات قدرے بہتر ہوئے تو 2001ء میں مَیں نے کچھ پیسے جمع کر کے ڈش لگوانے کا سوچا۔چونکہ اکثر عربی چینلز نائل SAT پر آتے ہیں لہذا مَیں نے اس سمت میں ڈش نصب کروانا چاہی لیکن ہمارے گھر کے سامنے والی عمارت ٹی وی سگنل پر اثر انداز ہوتی تھی لہذا مجبوراً مجھے نائل SAT کی بجائے ہاٹ برڈ کے چینلز کے لئے ڈش سیٹ کروانا پڑی۔اس وقت ہاٹ برڈ پر ایم ٹی اے 2 کی نشریات آتی تھیں۔مَیں مختلف مشہور چینلز کو دیکھتے ہوئے ایم ٹی اے پر بھی کبھی کبھی توقف کرتا لیکن مجھے پاکستانی یا انڈین زبان یا انگریزی کی سمجھ نہ آتی تھی۔مجھے معلوم نہ تھا کہ اس چینل پر دو گھنٹے کی عربک سروس بھی آتی ہے جس میں عربی پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ایک دن اچانک اس وقت ایم ٹی اے کے چینل پر توقف کیا جب کہ اس پر عربی پروگرام لگا ہوا تھا جس میں مکرم تمیم ابودقہ صاحب اور مکرم محمد منیر ادلبی صاحب دجّال کے بارہ میں گفتگو کر رہے تھے۔دجّال کے بارہ میں احادیث کی اس قدر اطمینان بخش تشریح مَیں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی جو سنتے ہی دل میں اترتی چلی گئی۔اس کے بعد تو مَیں اس چینل کا دیوانہ ہوگیا اور رات کو دو گھنٹے کی عربی سروس کو سننے اور دیکھنے کا مجھے نشہ سا ہوگیا۔اس چینل والوں کی قوت فکر وسوچ کا جب مَیں اپنے عقائد اور مولویوں کے پھیلائے ہوئے بعض خرافاتی خیالات سے موازنہ کرتا تو انگشت بدنداں رہ جاتا۔جہاں روز بروز میرے علم میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا وہاں دلنشین مفاہیم اور جدید افکار کے انوار سے میری آنکھیں خیرہ ہو چکی تھیں۔ایک دن اس چینل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی اور مجھے معلوم ہوا کہ اس چینل والوں کا عقیدہ ہے کہ یہ امام مہدی اور مسیح موعود اور نبی ہیں اور ان کو وحی والہام ہوتا تھا۔جبکہ موروثہ عقائد کے مطابق میرا یہی خیال تھا کہ وحی منقطع ہو چکی ہے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ نبی ہے نہ ہی کوئی وحی۔دوسری طرف مَیں یہ ماننے پر بھی مجبور ہو جاتا تھا کہ اگر وحی نہ ہو تو یہ لوگ اپنی طرف سے قرآنی آیات کی ایسی عظیم تفاسیر اور احادیث نبوی کی دلنشیں شرح کیسے کر سکتے ہیں۔یہ سوچ کر مَیں نے تحقیق کرنے کا فیصلہ کیا۔چنانچہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ اگلے دن ہی لقاء مع العرب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جنوں کے موضوع پر بات کر رہے تھے اور مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ یہ لوگ جنّوں کے بارہ میں بھی ہم سے مختلف عقیدہ رکھتے ہیں اور عام مروّج خوفناک اور لوگوں کے سر پر سوار ہو جانے والے جنوں کے تصور کے انکاری ہیں۔بہر حال مَیں نے تلاش حق کا سفر جاری رکھا۔2002ء میں مَیں نے کمپیوٹر خریدا اور اپنے ایک دوست کی مدد سے اس میں تفسیر اور حدیث کے پروگرام ڈلوائے جس کے بعد مَیں اکثر گھنٹوں بیٹھے مختلف موضوعات پر احادیث وتفاسیر کا مطالعہ کرتا رہتا تھا اور تمام موضوعات کا احمدی طرز فکر اور دلائل کے ساتھ مقابلہ کرتا۔یوں ہر دفعہ مجھے احمدیت کے نقطۂ نظر کی صداقت کا یقین ہوتا گیا۔اس کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جو شخص ایسی تشریحات وتفاسیر اور مفاہیم لے کر آیا ہے وہ ضرور خدا کی طرف سے ہے ورنہ ہر معاملہ میں تمام علماء کے برخلاف اسلام کی صحیح اور حقیقی تعلیم اور حسن پیش کرنے والے مفاہیم کسی انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔

خدا کی پیدا کردہ محبت

مَیں اپنی بیوی کے ساتھ باقاعدگی سے لقاء مع العرب دیکھا کرتا تھا۔حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کا مسحور کن انداز دل موہ لینے والا تھا۔جس کی وجہ سے باوجود اس کے کہ اس وقت ہمارا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا پھر بھی اپنے دل میں ان کے لئے خاص احترام اور گہری محبت محسوس ہوتی تھی۔ایک دن اپریل 2003ء کی ایک صبح ہم نے دیکھا کہ آپ کی تصویر بار بار ایم ٹی اے پر دکھائی جا رہی تھی۔چونکہ لکھی یا بولی جانے والی زبان ہماری سمجھ سے باہر تھی اس لئے مَیں نے اپنی بیوی سے کہا کہ بار بار یہ تصویر کیوں دی جا رہی ہے؟ میرا احساس درست ثابت ہوا کیونکہ اس دن حضور رحمہ اللہ کی وفات ہو چکی تھی۔ہم نے ابھی بیعت نہ کی تھی لیکن نہ جانے وہ کونسی محبت تھی جس کی بنا پر آپ کی جدائی دل کو ایک عجیب سی دکھن اور معصوم سا غم ودیعت کر گئی۔اس حالت میں مجھے یہ قرآنی آیت یاد آئی: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم: 97) یعنی مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کے درمیان خدائے رحمٰن گہری محبت پیدا فرما دے گا۔یہ سوچتے ہی میرے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑ گئی کہ ضرور یہ شخص مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں میں سے تھا تبھی تو اس کی محبت اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں ڈال دی ہے۔

جماعت سے رابطہ اور بیعت

اس کے بعد پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر شروع ہوگیا اور مَیں بڑے انہماک اور شوق سے سب پروگرام دیکھنے لگا خصوصًا عیسائیت کے ردّ میں یہ واحد چینل تھا جس نے حقیقۃً عیسائیوں کا منہ بند کر دیا اور وفات مسیح ثابت کر کے عیسائیت کو جڑ سے اکھاڑ ڈالا، جبکہ دیگر مسلمانوں کو عیسائیت کے بنیادی عقیدۂ حیاتِ مسیح میں ان کے ساتھ دینے والا پایا۔

تمام امور پر مکمل اطلاع پانے اور ہر معاملہ میں تحقیق کر لینے کے بعد مَیں نے اپنے جذبات پر مشتمل ایک خط لکھا جس میں جماعت کے منہج اور طرز فکر اور عقائد کی پسندیدگی کا اظہار کیا اور اپنا فون نمبر بھی لکھ کر فیکس کر دیا۔

کچھ دنوں کے بعد کمال جزائری نامی ایک احمدی نے فون کے ذریعہ رابطہ کیا اور جب دیکھا کہ مَیں جماعتی عقائد کے بارہ میں بالکل مطمئن ہوں تو مجھے بتایا کہ آپ کو بیعت فارم پر کرنے کے بعد باضابطہ طور پر جماعت کا رکن بننے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کرنی چاہئے۔ چنانچہ مَیں نے ایسے ہی کیا اور یوں خدا کے فضل سے اس جماعت کا رکن بننے کا شرف حاصل ہوا۔

تبلیغ احمدیت

بیعت کے بعد میری سخت مخالفت شروع ہوگئی۔ اس دوران کئی متشدد او رمولویانہ سوچ رکھنے والے حضرات سے بات ہوئی اور بفضلہٖ تعالیٰ صف دشمن کو بہ حجت پامال کرنے کی توفیق ملی۔ایک دو واقعات کا ذکر یہاں کرنا شاید خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

میرا ایک رشتہ دار تھا جو کہ پڑھا لکھا باریش اور سلفی سوچ رکھنے والا تھا۔اس کو مَیں نے احمدیت کی تبلیغ کی۔ اس نے شروع میں کسی قدر توجہ کی لیکن پھر اچانک میرے ساتھ قطع تعلقی کر لی۔یہ میرا ایسا گہرا دوست تھا کہ ہم اکثر اکٹھے رہتے تھے اور دکھ سکھ میں مَیں نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا تھا۔قطع تعلقی کے عرصہ میں اس کے بعض دشمنوں نے اس کے خلاف سازش کی اور اسے بہت بڑے مالی گھپلے میں پھنسا دیا۔مقدمہ چلا اور اس کے خلاف فیصلہ ہوگیا جس کی بنا پر اسے بہت بڑی رقم ادا کرنے کا پابند کیا گیا۔میرے سابقہ اخلاص اور دکھ سکھ میں اس کا ساتھ دینے کی وجہ سے باوجود قطع تعلقی کر چکنے کے یہ شخص میرے پاس آ گیا۔مجھے بھی اس سے شکوہ تھا کہ بغیر وجہ بتائے کیوں مجھ سے نالاں ہے۔بہر حال جب وہ آیا تو مَیں نے اس سے قطع تعلقی کا سبب پوچھا۔

اس نے کہا: تم نے ایک مختلف راہ اختیار کر لی ہے اس لئے مَیں نے کنارا کرنا ہی مناسب سمجھا تاکہ ہم ایک دوسرے کو کوئی نقصان پہنچانے پر نہ اتر آئیں۔

مَیں نے کہا: مَیں نے کونسی مختلف راہ اختیار کر لی ہے۔

اس نے کہا: احمدیت کی راہ۔

مَیں نے کہا: اللہ تعالیٰ انبیاء کو کفار کی طرف بھیجتا رہا ہے، اور موسیٰ وہارون کو فرعون کی طرف بھیجا تو یہ نصیحت فرمائی کہ اگرچہ فرعون بہت بڑا کافر ہے، جابر اور ظالم ہے پھر بھی تم اس سے نرمی سے ہی بات کرنا۔پھر کیا تم ایسے نبیوں سے اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہو یا مجھے فرعون سے بدتر اور پُر شر سمجھتے ہو؟ یہی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کفار مکہ کی طرف بھیجا اور آپ نے اس قوم کو گمراہی سے نکالنے کیلئے نہ جانے کون کونسی مصیبتیں برداشت کیں۔پھر تم اگر سمجھتے تھے کہ مَیں گمراہ ہو گیا ہوں تو تمہیں تو مجھے بچانے کیلئے آنا چاہئے تھا نہ کہ تم مجھ سے کنارا ہی کر جاتے؟

اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا چنانچہ خاموش ہوگیا۔اس کے بعد ہم نے مختلف عقائد کے بارہ میں بات چیت کی۔جس کے آخر پر اس نے واضح طور پر کہا کہ وہ مجھ سے بحث نہیں کر سکتا، لہذا اسے کچھ مہلت دی

جائے تا کہ اس دوران وہ تیاری کر لے پھر بات ہوگی۔ چنانچہ واقعۃً اس نے شریعت کالج میں داخلہ لے لیا اور شرعی علوم میں ڈگری کرنے کے بعد مجھے فون کیا تو مَیں نے بہت مبارکباد دی اور پوچھا کہ اب تو آپ میرے ساتھ بات کرنے کی قابلیت رکھتے ہوں گے؟

اس نے کہا: ہاں۔ اس کے بعد ہم نے بات شروع کی لیکن چند منٹ میں ہی اس کی علمیت جاتی رہی۔ اس پر مَیں نے اس سے کہا کہ تم نے جن مولویوں کی شاگردی اختیار کی تھی ان کے علم کی بنا ان سے بڑے مولویوں کے علم پر ہے جبکہ مَیں نے مسیح محمدی اور امام مہدی کے علوم سے سیکھا ہے جس کا معلم خود خدا ہے۔ اس لئے مَیں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ تمہارے سب علوم احمدی طرز فکر کے سامنے قیامت تک شکست فاش کھاتے رہیں گے۔

بہر حال اس ساری گفتگو سے اس نے کوئی خوشگوار اثر نہ لیا اور آج تک اپنے تعصب اور عناد پر قائم ہے۔

ایک مرتد کا ردّ

اردن کے ایک معروف مرتد نے انٹرنیٹ پر متعدد فورمز میں ہرزہ سرائی کی تھی جس میں یہ بھی لکھا تھا کہ احمدیوں کا حج قادیان میں ہوتا ہے اور ان کا قبلہ بھی ادھر ہی ہے۔ مَیں نے ایک فورم پر اس کے لئے لکھا کہ یہ جھوٹ اور نہایت خسیس الزام ہے اور اگر یہ چاہیں تو مَیں ان کا جھوٹ ثابت کر سکتا ہوں۔

اس نے بات کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ مَیں نے کہا کہ گفتگو کے آغاز سے قبل مجھے صرف ایک سوال کا جواب دے دیں اور وہ یہ ہے کہ: تم نے جا بجا کہا ہے کہ تمہیں جماعت کے بارہ میں سب سے زیادہ علم ہے کیونکہ تم اس جماعت کا حصہ رہے ہو، لہذا مجھے صرف اتنا بتا دو کہ جماعت کا حصہ ہونے کی حالت میں تم نے کیا کوئی ایک نماز بھی قادیان کی طرف منہ کر کے پڑھی تھی؟ اس نے اس سوال کا جواب نہ دیا اور گفتگو کا آغاز کرنا چاہا لیکن مَیں نے کہا کہ اس سوال کے بعد ہی گفتگو کا فیصلہ ہوگا۔ ایک ماہ اسی شدومدّ میں گزر گیا بالآخر اس نے یہ جواب دیا کہ ہمارے اور احمدیوں کے درمیان عبادات میں کوئی فرق نہیں ہاں عقائد میں بہت فرق ہے۔ اس پر مَیں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نے یہ لکھا کہ احمدیوں کا قبلہ قادیان ہے تو تم نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا تھا۔ اور ایسا جھوٹا شخص اس لائق نہیں کہ اس کے ساتھ دینی مسائل پر سنجیدہ گفتگو کی جائے۔

بعض ثمرات

جہاں میری تبلیغ کی وجہ سے کئی لوگوں نے میری مخالفت اور تعصّب کی راہ اختیار کی وہاں میرے دو بھتیجوں نے بیعت کر لی۔ اسی طرح میرے ایک دوست الحاج بوبکر بوضیاف نے جنّوں کے بارہ میں مجھ سے بات کی اور بالآخر مختلف عقائد کے بارہ میں اطمینان کرنے کے بعد بیعت کر لی۔ نیز ایک شخص عبدالقادر قصاص صاحب نے میرے بعض مضامین انٹرنیٹ پر بعض فورمز میں پڑھے اور میرے ساتھ رابطہ کیا کہ میری احمدیت کے بارہ میں تسلی ہوگئی ہے۔ لہذا انہوں نے بیعت کر لی اور آج کل امریکا میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

ایک شخص نے ”سیدی بلعباس“ شہر سے مجھے فون کر کے بتایا کہ وہ تیرہ سال سے عیسائی ہو چکا تھا اور اب اس نے میرے بعض مضامین پڑھنے کے بعد ایم ٹی اے العربیہ دیکھنا شروع کیا تو صحیح اسلام کی طرف واپس آ گیا ہے۔

حیاتِ مسیح کے بارہ میں ایک اشکال

مَیں اہل سنت اور شیعوں کے مختلف فورمز میں جاتا رہتا ہوں اور ان کے ساتھ حیات و وفات مسیح کے بارہ میں بات ہوتی رہتی ہے۔ اس موضوع پر مَیں نے ایک طویل مضمون بھی لکھا اور اس میں ایک اشکال کا ذکر کیا تھا جس کا حل مجھے کسی نے نہیں دیا۔ وہ اشکال یہ تھا کہ اگر تمہارا ایمان ہے کہ قرآن کریم حیات مسیح کے عقیدہ کا اعلان کرتا ہے تو فرض کریں کہ آج عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زندہ نازل ہو کر صلیب توڑ دیتے ہیں اور خنزیر کو قتل کر دیتے ہیں اور اپنی تمام مہمات پوری کرنے کے بعد فوت ہو جاتے ہیں اور مسلمان آپ کا جنازہ پڑھ کر آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں دفن کر دیتے ہیں، کیا اس کے بعد بھی قرآن کریم حیات مسیح کے عقیدہ کا اعلان کرتا رہے گا یا اس میں خود بخود تبدیلی واقع ہو جائے گی اور وہ کہے گا کہ نہیں اب تو مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں؟ بفضلہٖ تعالیٰ ابھی تک کسی نے اس اشکال کا جواب نہیں دیا۔

استجابتِ دعا کا ایک واقعہ

جب میرے ماحول میں لوگ مجھے جاننے لگے اور بات سننے لگے تو بعض متشدد مولویوں نے میرے خلاف سازش کی اور عدالت میں شکایت کر دی جس کی بنا پر مجھے گرفتار کر لیا گیا اور عین ممکن تھا کہ مَیں ساری عمر جیل میں ہی گزارتا۔ مَیں نے اعلیٰ احمدی اخلاق اور صبر اور وقار کے ساتھ حق بات کرنے کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ جیل میں ابھی دوسرا ہی دن تھا کہ مَیں نے اپنی بیوی کو پیغام بھیجا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے انسان نے آخر ایک دن مرنا ہے۔ مَیں اگر آج واپس بھی آ جاؤں تو پھر بھی ایک دن مرنا ہے۔ اس لئے خدا سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سرخرو فرمائے۔

اسی رات مَیں نے دعا کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ مجھ پر یہ ظلم اس لئے ہو رہا ہے کیونکہ مَیں تیرے امام مہدی پر ایمان لایا ہوں۔ اس لئے میری دعا ہے کہ تو اپنے پیارے مسیح کی صداقت کا یہ بھی نشان دکھا کہ مجھے اپنے گھر بخیریت واپس لوٹا دے۔ اگلے دن مَیں نے دیکھا کہ تین اشخاص جیل میں آئے اور طویل گفتگو کے بعد جب باہر نکلے تو ان میں سے ایک نے بار بار یہ جملہ دہرایا کہ میرے پاس اس بات کا کوئی حل نہیں۔ لہذا تھوڑی دیر کے بعد ایک آفیسر میرے پاس آئے اور کہا کہ تم گھر جا سکتے ہو لیکن کل دوبارہ آنا۔ اگلے دن مَیں جب گیا تو نہایت احترام اور محبت کی فضا میں جماعت کے عقائد اور افکار اور مہمات کے بارہ میں بات ہوئی۔ جس کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ مجھے باعزت گھر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ میرے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا یہ ایک بہت بڑا نشان تھا۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں حق پر قائم رکھے اور ہدایت کی راہ پر چلنے کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞

فری ٹاؤن (سیرالیون) میں
پیس (Peace) سمپوزیم کا شاندار اور کامیاب انعقاد

ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات میں کوریج

(رپورٹ: سعید الرحمن ۔ امیر جماعت احمدیہ سیرالیون)

جماعت احمدیہ سیرالیون کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 12 ؍فروری 2011ء کو ایک پیس سمپوزیم کے انعقاد کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام نہایت کامیاب رہا۔ جلسہ سالانہ سے پہلے ہی اس پروگرام کے دعوت نامے تیار کر کے اہم شخصیات اور اعلیٰ افسران کو دئے گئے۔ نیز فری ٹاؤن کی جماعتوں میں بھی خطوط بھجوائے گئے۔ احباب جماعت کے علاوہ بہت سے غیراز جماعت احباب کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ اسی طرح احمدیہ مسلم ریڈیو پر بھی دعوت عام کا اعلان کیا گیا۔ فری ٹاؤن میں Miata کانفرنس ہال میں پیس سمپوزیم کا اہتمام کیا گیا۔

اس پروگرام میں وائس چانسلر اینڈ پرنسپل جالا یونیورسٹی پروفیسر ابوسیسے صاحب، ڈاکٹر فدرالدین چیئرمین سیرالیون مسلم کانگرس، سابق چیئرمین SLPP پارٹی الحاج JAH U.N.S، بشپ Humper ، الحاج کانجا سیسے سابق منسٹر، حاجہ مریم کمارا پریزیڈنٹ آف اسلامک ویمن آرگنائیزیشن، مسز کمارا رجسٹرار ہائی کورٹ، الحاج ڈاکٹر صالیو کمارا لیکچرار فرابے کالج اور جنرل سیکرٹری کونسل آف امامز الحاجی مدنی کابا جیسی اہم شخصیات شامل ہوئیں۔

اس کانفرنس کی صدارت مکرم پروفیسر ابوسیسے صاحب وائس چانسلر اینڈ پرنسپل آف جالا یونیورسٹی نے کی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ سے ہوا۔

مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے Peace and Tolerence کے موضوع پر شاندار تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں آنحضرت ﷺ کی سیرت سے عفو درگزر کے واقعات کی روشنی میں امن کی تعلیم کو واضح کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام امن کے عرصہ میں زیادہ پھیلا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ جب فتح مکہ کے وقت مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے تمام کفار کو جو آپ ﷺ کے صحابہ اور خود آپ ﷺ کو نعوذ باللہ جان سے مار دینے پر آمادہ تھے لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فرما کر معاف فرما دیا۔ یہ آپ ﷺ کے اعلیٰ خلق اور امن قائم کرنے کی ایک زندہ مثال ہے جو کہ دنیا کیلئے سبق آموز ہے۔

انٹر ریلجس کونسل (IRC) اور Truth and ReconciliationCouncil کے سابق چیئرمین بشپ Humper صاحب جو کہ ملک کے معروف دانشمند احباب میں شمار ہوتے ہیں نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی عالمی سطح پر امن کے قیام کیلئے کاوشوں کو سراہا۔

ملک کے بہت بڑے سیاسی لیڈر اور مذہبی رہنما الحاج U.N.S Jah نے بھی اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی سیرالیون میں تعلیمی، طبی اور امن کے قیام کیلئے عالمی سطح پر خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

کونسل آف امام کے جنرل سیکرٹری الحاجی مدنی کابا کمارا صاحب نے بھی جماعت احمدیہ کی عالمی سطح پر دنیا میں امن قائم کرنے کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا اور ملک میں جماعت احمدیہ کے سکولوں میں اسلامی تعلیمات، اعلیٰ اخلاق اور پرامن شہری بننے کی تعلیم کو سراہا۔

اس پروگرام میں بڑے بڑے علماء اور اکابرین حکومت نے کھل کر جماعت کی شاندار خدمات کی تعریف کی اور بتایا کہ ملک کی ترقی اور تعمیر میں احمدیہ مسلم جماعت نہایت شاندار کردار ادا کر رہی ہے۔

اسی طرح سامعین میں سے بھی بعض نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کی عالمی سطح پر دنیا میں امن قائم کرنے کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔ بعض نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے Peace Conferences پر خطابات کا ذکر کیا کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایسے خیالات کا اظہار پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا۔

اس پروگرام میں 540 افراد نے شرکت کی۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

پیس سمپوزیم کی کارروائی احمدیہ مسلم ریڈیو پر Live نشر کی گئی۔ اسی طرح نیشنل TV SLBC نے بار بار ریکارڈنگ نشر کی۔ اور اخبارات میں بھی کارروائی شائع ہوئی۔

۞۞۞۞۞۞

مضافاتی کالونیوں میں پلاٹس کی خرید و فروخت

جو احباب ربوہ کی مضافاتی کالونیوں میں پلاٹس کی خرید و فروخت کریں وہ منظور شدہ پراپرٹی ڈیلرز کی معرفت سودا کریں۔ بہتر ہے کہ سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ چیک کر لیں۔ کسی قسم کی دقت کی صورت میں مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی سے مشورہ کر لیں۔

صدر انجمن احمدیہ کی ہدایت کے مطابق ربوہ کے ماحول میں نئی کالونی بنانے کے لئے مضافاتی کمیٹی سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اس کے بعد ملکی قانون کے تحت اسے رجسٹر کرنا ہوگا۔ لہذا احباب سے گزارش ہے کہ جب بھی کسی نئی کالونی میں پلاٹ خریدنا چاہیں تو اس امر کی تسلی کر لیں کہ کالونی منظور شدہ ہے تا کہ بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ اگر کسی وضاحت کی ضرورت ہو تو مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی سے رابطہ کریں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی بعض روایات کا ایمان افروز تذکرہ

یہ روایات ہمیں جہاں صحابہ کے اخلاص و وفا کے نمونوں اور اُن کے احمدیت میں شامل ہونے کے واقعات کا پتہ دیتی ہیں وہاں ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مقام اور اپنے مخلصین سے آپ کے تعلق کا بھی پتہ چلتا ہے۔ان میں بعض مسائل کا حل بھی موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں میں بھی احمدیت کی حقیقی روح ہمیشہ قائم فرماتا چلا جائے ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 8/اپریل 2011ء بمطابق 8/شہادت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج مَیں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کچھ روایات پیش کروں گا۔ پہلے بھی چند مرتبہ یہ روایات پیش کر چکا ہوں اور کوشش یہی ہے کہ یہ دوبارہ دہرائی نہ جائیں اور نئے صحابہ کی روایات سامنے آئیں ۔ جو رجسٹر روایات صحابہ کا ہے اُس میں سے مَیں نے لی ہیں، تا کہ آپ کو پتہ چلے کہ اُس زمانے میں صحابہ نے، اُن لوگوں نے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی، کس طرح آپ کو دیکھا؟ آپ پہ اُن کے تاثرات کیا تھے؟ مختلف رنگ میں ہر ایک کی روایات ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان روایات کا ایک سلسلہ اپنے خطبات اور خطابات میں شروع کیا تھا۔ میری کوشش تو یہی ہے کہ نہ وہ دوبارہ سامنے آئیں اور نہ جو مَیں بیان کر چکا ہوں وہ آئیں بلکہ نئے صحابہ کے نئے واقعات سامنے آتے رہیں۔

یہ روایات ہمیں جہاں صحابہ کے اخلاص و وفا کے نمونوں اور اُن کے احمدیت میں شامل ہونے کے واقعات کا پتہ دیتی ہیں وہاں ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مقام اور اپنے مخلصین سے آپ کے تعلق کا بھی پتہ چلتا ہے۔ان میں بعض مسائل کا حل بھی موجود ہے۔ بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا اُن لوگوں کی یہ روایات مَیں پیش کرتا ہوں جو آپ کی پاک جماعت کا حصہ بنے۔جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جماعت نے اخلاص و وفا میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔

پہلی روایت حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحبؓ ولد میاں نادر علی صاحب کی ہے، جن کا بیعت کا سن اور زیارت کا سن 1900ء ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ مَیں نے 1899ء میں بذریعہ خط کے بیعت کی اور اس سے پہلے بھی تین چار سال میرے والد صاحب نے بیعت کے لئے بھیجا تھا مگر مَیں بسبب بعض وجوہ کے واپس گھر چلا گیا اور بیعت نہیں کی۔ اس کے بعد سید بہاول شاہ صاحب جو ہمارے دلی دوست اور استاد بھی ہیں، اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور اُنہوں نے مجھے حضور کی کتابیں سنانی شروع کیں۔ جتنی اُس وقت تک حضور کی کتب تصنیف ہو چکی تھیں، قریباً قریباً ساری مجھ کو سنائیں۔ اُنہی دنوں میں مَیں نے رؤیا دیکھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، مَیں حضور سے دریافت کرتا ہوں کہ حضور! مرزا صاحب نے جو اس وقت دعویٰ مسیح اور مہدی ہونے کا کیا ہے کیا وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں سچے ہیں۔ (خواب میں ہی کہتے ہیں کہ) مَیں نے کہا حضور! قسم کھا کر بتاؤ۔ آپؐ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے قسم کھانے کی حاجت نہیں۔ مَیں امین ہوں اور زمینوں اور آسمانوں میں مَیں امین ہوں۔ اس کے بعد کہتے ہیں اُسی رات کی صبح کو مَیں نے مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں بیعت کا خط لکھا۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام بھی لکھ دیا۔ اُس کے بعد 1900ء میں قادیان حاضر ہو کر حضور کے ہاتھوں پر بیعت کی۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب صفحہ نمبر 120 غیر مطبوعہ)

حضرت ماسٹر خلیل الرحمٰن صاحبؓ۔ ان کی بیعت کا سن 1896ء ہے۔ کہتے ہیں کہ میری عمر قریباً 14 سال کی تھی، جب مَیں نے اپنے والد صاحب حضرت مولوی نیک عالم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور برادرم مولوی غریب اللہ صاحب سکنہ موضع کلری کے، کے ساتھ تحریری بیعت کی۔ اور 1898ء میں شروع دسمبر سے سالانہ جلسہ تک مَیں حضور کی خدمت میں حاضر رہا۔ (جلسہ سالانہ پہ گئے لیکن دسمبر کے شروع میں چلے گئے۔) پھر یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی تشریف آوری جہلم بمقدمہ کرم دین بھیں پر حضور جری اللہ کی خدمت میں حاضر رہا۔ (اُس وقت بھی حضور کے ساتھ تھے) اور 1907ء کے جلسہ سالانہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آخری زیارت قریباً ڈیڑھ ہفتہ تک کی۔ آگے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جری اللہ کی پہلی زیارت میں پنجگانہ نمازوں میں راقم حضور علیہ السلام کے ایک نمبر بائیں یا دو نمبر بائیں صفِ اول میں رہتا تھا (یعنی دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے تھے)۔ اُن دنوں حضور انور پانچوں نمازوں کے بعد اپنے عاشقین خدام میں آدھ گھنٹہ یا کچھ اِس سے کم وبیش عرصہ تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ اور اپنی قیمتی نصائح سے اپنے خدام کو مستفیض فرمایا کرتے تھے۔ اور اکثر طور پر مغرب کا کھانا مسجد میں ہی تناول فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً نمازِ صبح اور مغرب کے بعد عشاء تک اپنے عاشقوں اور فدائیوں کو روزانہ وعظ و تعلیم سے استفادہ فرمایا کرتے تھے۔ ان ایام میں خاکسار کو روزانہ حضور علیہ السلام کے پاؤں اور ہاتھ دبانے کا اکثر موقع ملا کرتا تھا۔ لیکن چونکہ میری عمر اس وقت چھوٹی تھی اس لئے حضور علیہ السلام کے ادب وشرم اور نبیّانہ رعب کی وجہ سے خاکسار نے نہ تو کوئی بات حضور کی خدمت میں عرض کی اور نہ کبھی راقم کو کوئی بات کرنے کی جرأت ہوئی۔ حضور علیہ السلام کی تمام گفتگو نہایت ہمدردانہ اور نہایت مشفقانہ اور مربیانہ تھی۔ لیکن خداداد نبیّانہ رعب کی وجہ سے اس ناچیز کو کبھی کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ یہ میرا اپنا ہی قصور تھا کہ مَیں نے کبھی کوئی التماس نہ کی اور ساری فرحت اور خوشی حضور کے کلمات طیبات کے باادب اور ہمہ تن گوش بن کر سننے میں ہی محسوس کرتا تھا۔ ایک دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سردار فضل حق صاحب مرحوم احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سابق سندر سنگھ دفعدار) کی نسبت فرمایا تھا کہ اگر کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کرنی ہے تو وہ سردار صاحب کو دیکھ لے۔ انہوں نے دنیا کی دولت کو لات مار کر اسلام کی روکھی روٹیاں قبول کی ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ میر منشی مرزا جلال الدین صاحب احمدی مرحوم میرے حقیقی پھوپھا تھے اور حضور نے کتاب انجامِ آتھم میں مندرجہ فہرست میں صحابہ 313 میں موصوف کا نام سب سے اوّل پر رکھا ہے۔ ان ہی کے فیضِ صحبت سے اور سید غلام شاہ صاحب مرحوم احمدی سکنہ نورنگ تحصیل کھاریاں اور مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم احمدی جہلم کے فیضِ صحبت سے احمدیت کی نعمت راقم اور اُس کے والد کو ملی ہے۔ سید صاحب موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولوی صاحب موصوف میرے والد ماجد مرحوم کے استاد بھی تھے۔ مرزا محمد اشرف صاحب پنشنر مہاجر سابق محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میرے حقیقی پھوپھی زاد تھے۔ انہی ایام میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی خدمت میں کسی صاحب نے عرض کی۔ حضور انور مطبع خانہ میں کبھی کبھی تشریف لایا کریں۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ آپ مجھے معاف رکھیں مَیں وہاں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ وہاں حقہ رکھا ہوا ہوتا ہے اور مَیں حقہ کو دیکھ کر سر سے پاؤں تک شرم میں پنہاں ہو جاتا ہوں۔ لیکن مَیں حقہ پینے والوں کو دل سے برا نہیں جانتا۔ پھر فرمایا کہ بعض لوگ بیعت کے واسطے میرے پاس آتے ہیں، اُن کی داڑھی اُسترے سے منڈھی ہوئی ہوتی ہے، اُن کے منہ سے

شراب کی بُو آتی ہے اُن کو بھی دل سے برا نہیں جانتا۔ کیونکہ میرا ایمان ہے کہ اگر وہ میرے پاس رہیں گے یا کثرت سے میرے پاس آئیں گے تو خداوند کریم اُن کو ضرور متقی اور پاک صاف کر دیں گے۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت ماسٹر خلیل الرحمن صاحب صفحہ نمبر 121 تا 123 غیر مطبوعہ)

پھر ایک روایت حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ولد حافظ محمد حسین صاحب سکنہ وزیر آباد، گوجرانوالہ کی ہے، جن کی بیعت 1897ء کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قادیان دارالمسیح میں جس مکان میں میاں بشیر احمد صاحب رہتے ہیں جس کا دروازہ مسقّف گلی کے نیچے ہے۔ اُس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند دوستوں کو جمع فرما کر ایک تقریر فرمائی کہ مَیں نے ہائی سکول اس لئے قائم کیا تھا کہ لوگ وہاں سے علم حاصل کر کے مخلوقِ خدا کو تبلیغِ حق کریں۔ مگر افسوس کہ لوگ انگریزی پڑھ کر اپنے کاروبار پر لگ جاتے ہیں اور میرا مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے مَیں چاہتا ہوں کہ خالص دینی مدرسہ قائم کیا جائے۔ کوئی ہے جو خدا کے لئے اپنے بچے کو اس سکول میں دینی علم حاصل کرنے کے لئے داخل کرے؟ اُس وقت میرا بیٹا عبیداللہ مرحوم سات آٹھ سال کا تھا۔ اُن دنوں مفتی محمد صادق صاحب مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ اتفاق سے وہ لڑکا اس وقت میرے پاس کھڑا تھا۔ مَیں نے اُس کو حضرت صاحب کے سپرد کر دیا۔ اور اُس وقت مدرسہ احمدیہ میں ایک فضل دین نامی درمیانہ قد ضلع سیالکوٹ کا چپڑاسی تھا۔ حضرت صاحب نے عبیداللہ کو اپنے دستِ مبارک سے پکڑ کر فضل دین کے سپرد کر دیا کہ اِس کو احمدیہ سکول میں لے جا کر داخل کرو۔ الغرض وہی عبیداللہ اس مدرسہ احمدیہ میں مولوی فاضل ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد میں ماریشس بھیجا گیا جو سات سال تبلیغ کر کے واصل باللہ ہو گیا اور خلیفہ ثانی کی زبانِ مبارک سے ہندوستان کا پہلا شہید کا خطاب پا گیا۔ (حضرت مولوی عبیداللہ صاحب ماریشس میں مبلغ تھے۔ وہیں اُن کی وفات ہوئی۔ وہیں اُن کی تدفین ہوئی۔ یہ اُن کا ذکر ہے جو اُن کے والد صاحب کر رہے ہیں)۔

پھر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سُنا گیا کہ آج گورداسپور میں کرم دین بھیں والے کے مقدمہ کی تاریخ ہے، وہاں حضرت صاحب تشریف لے گئے ہیں اور یہ بھی سُنا گیا کہ جو سرمایہ ہمارے گھر تھا وہ سب خرچ ہو گیا ہے۔ میں یہ سُن کر گورداسپور پہنچا۔ حضور صبح کی نماز کے بعد لیٹے ہوئے تھے اور ایک آدمی دبا رہا تھا۔ مَیں نے بھی جاتے ہی حضور کو دبانا شروع کر دیا۔ چونکہ اِن دنوں طاقتور تھا اور ہمیشہ سے اپنے سابق استادوں کی خدمت کا شرف حاصل تھا گویا مجھے مٹھی چاپی کرنے کی عادت تھی۔ مَیں نے اسی طرح دبانا شروع کیا۔ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو میرا دبانا محسوس ہوا۔ فوراً منہ سے چادر اُٹھا کر میری طرف دیکھ کر بدیں الفاظ ارشاد فرمایا۔ حافظ صاحب آپ راضی ہیں؟ خوش ہیں؟ کب آئے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا کہ حضور ابھی آیا ہوں۔ مگر لکھتے ہیں کہ جو بات ذکر کے لائق ہے اور جس کی خوشی میرے دل میں آج تک موجزن ہے وہ یہ ہے کہ مَیں نے عرض کیا کہ حضور مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا حافظ جی! مَیں آپ کو بھی نہیں پہچانتا؟ یہ لفظ سنتے ہی مَیں خوشی سے چشمِ پُرآب ہو گیا۔ چونکہ حضور نے فرمایا ہوا تھا کہ جو مجھے پہچانتا ہے اور جس کو مَیں پہچانتا ہوں وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ پھر کہتے ہیں حال پُرسی کی باتیں ہوتی رہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد کچھ اور آدمی بھی جمع ہو گئے اور سلسلہ گفتگو میں اتفاقاً یہ ذکر آ گیا کہ چوہدری حاکم علی صاحب پنیاری نے ذکر کر دیا کہ حضور آج جمعہ ہے۔ (چوہدری حاکم علی صاحب نو پنیار کے تھے) کہ حضور آج جمعہ ہے اور مولوی عبدالکریم صاحب نہیں آئے تو جمعہ کون پڑھائے گا۔ تو حضور نے بلا تامّل فرما دیا کہ یہ ہمارے حافظ صاحب جو ہیں، وزیر آبادی یہ پڑھائیں گے (یہ ان کا ذکر ہے)۔ میں یہ سُن کر کچھ بول نہ سکا۔ ایسا مرعوب ہو گیا کہ اس خیال سے کہ مَیں اس مامورِ خدا کے سامنے گناہگار آدمی ہوں، کیا کروں گا؟ اور کس طرح کھڑا ہوں گا؟ پھر دل میں خیال آیا کہ خیر ابھی جمعہ کا وقت دور ہے شاید اور کوئی شخص تجویز ہو جائے۔ آخر جمعہ کا وقت آ گیا اور صفیں باندھ کر نمازی بیٹھ گئے۔ مَیں ایک صف میں ڈرتا ہوا شمال کی طرف بیٹھ گیا۔ آخر اذان ہو گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ حافظ صاحب کہاں ہیں؟ آخر کسی شخص نے مجھے حاضرِ حضور کر دیا۔ مَیں نے حضور کے کانِ مبارک کے قریب ہو کر آہستہ آواز سے عرض کیا کہ حضور! مَیں گناہگار ہوں۔ مجھے جرأت نہیں کہ مَیں حضور کے آگے کھڑا ہو کر کچھ بیان کرسکوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا نہیں، آپ آگے ہو جائیں۔ مَیں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ گویا مجھے مصلّے پر کھڑا کر دیا۔ آخر مَیں نے متوکلاً علی اللہ خطبہ شروع کر دیا اور سورۃ فرقان کی تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا (الفرقان:2) کی چند آیتیں پڑھیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے توفیق دی، سنایا۔ مَیں اُس وقت دیکھ رہا تھا کہ حضور علیہ السلام میرے لئے دعا فرما رہے ہیں اور میرا سینہ کھلتا گیا۔ اُس دن سے آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی کسی بحث میں یا تقریر میں کبھی نہیں جھجکا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ مَیں اسی کا نتیجہ سمجھتا ہوں کہ جب مَیں نومبر 1933ء میں ہجرت کر کے آیا ہوں تو مجھے مسجد اقصیٰ کی امامت کی خدمت سپرد ہوئی۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت غلام رسول صاحب وزیر آبادی صفحہ نمبر 129 تا 131 غیر مطبوعہ)

پھر یہ اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں نے قادیان پہنچ کر اپنے مقدمات کا ذکر کیا کہ مخالفین نے جھوٹے مقدمات کر کے اور جھوٹی قسمیں کھا کھا کر میرا مکان چھین لیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حافظ صاحب! لوگ لڑکوں کی شادی اور ختنے پر مکان برباد کر دیتے ہیں، آپ کا مکان اگر خدا کے لئے گیا ہے تو جانے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور اس سے بہتر دے دے گا۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ پاک الفاظ سنتے ہی میرے دل سے وہ خیال ہی جاتا رہا کہ میرا مکان چھن گیا ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مقدس بستی قادیان میں جگہ دی اور مکان اس سے کئی درجے بہتر دے دیا۔ بیوی بھی دی، اولاد بھی دی۔

پھر لکھتے ہیں کہ اس ضمن میں ایک اور بات بھی یاد آئی ہے لکھ دیتا ہوں کہ شاید کوئی سعید فطرت فائدہ اٹھائے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک دن مسجد مبارک میں خواجہ کمال الدین صاحب نے کہا مدرسہ احمدیہ میں جو لوگ پڑھتے ہیں وہ مُلّاں بنیں گے۔ وہ کیا کر سکتے ہیں؟ (بڑے فخر سے خواجہ صاحب نے کہا کہ تبلیغ کرنا ہمارا (یعنی خواجہ صاحب جیسے لوگوں کا) کام ہے۔) پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مدرسہ احمدیہ اُٹھا دینا چاہئے (یعنی ختم کر دینا چاہئے)۔ لکھتے ہیں کہ اُس وقت حضرت محمود اولوالعزم (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا محمود احمد) بیٹھے تھے وہ کھڑے ہو گئے (خلیفہ اول کے زمانے کی بات ہے) اور اپنی اس اولوالعزمی کا اظہار فرمایا کہ اس سکول کو یعنی مدرسہ احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا ہے یہ جاری رہے گا اور انشاء اللہ اس میں علماء پیدا ہوں گے اور تبلیغِ حق کریں گے۔ یہ سنتے ہی خواجہ صاحب تو مبہوت ہو گئے اور مَیں اُس وقت یہ خیال کرتا تھا کہ خواجہ صاحب کو یقین ہو گیا ہے کہ ہم اپنے مطلب میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ اور دیکھنے والے اب جانتے ہیں کہ اسی سکول کے تعلیم یافتہ فضلاء دنیا میں تبلیغِ احمدیت کر رہے ہیں۔ جو کہتے تھے کہ مسیح موعود کا ذکر کرنا سُمِّ قاتل ہے اُنہی کے حق میں سُمِّ قاتل ثابت ہوا۔ (رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت غلام رسول صاحب وزیر آبادی صفحہ نمبر 132 تا 133 غیر مطبوعہ)

لکھتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو نکلے تو خاکسار اور چند آدمی بھی ساتھ تھے۔ اُن میں سے ایک شخص مستری نظام الدین صاحب سابق سیکرٹری جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے تھے جو ابھی تک بفضلِ خدا زندہ ہیں، انہوں نے مجھے کہا کہ حضرت صاحب آپ کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں اس لئے یہ عرض کہ پہلی تفسیریں تو کچھ ساقط الاعتبار ہو گئی ہیں (پہلی تفسیریں اب خاموش ہیں، اتنی زیادہ واضح نہیں ہیں اور نئے زمانے کے لحاظ سے بھی نہیں ہیں) تو اب مکمل تفسیر قرآنِ کریم کی حضور لکھ دیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کریں کہ پہلی تفسیروں کا زمانہ تو اب گزر گیا حضور اپنی مکمل تفسیر لکھیں۔) چنانچہ مَیں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا کہ حافظ صاحب! جو میرے رستے میں آیات قابلِ بیان اور قابلِ تفسیر آئی ہیں موجودہ زمانے کے لئے، وہ مَیں نے لکھ دی ہیں۔ اگر مَیں یا ہم مکمل تفسیر لکھیں تو ممکن ہے کہ آئندہ زمانے میں اور بہت سے معترض پیدا ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ اِن معترضین کے جواب کے لئے کوئی اور بندہ اپنی طرف سے کھڑا کر دے۔ مَیں یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا اور مستری نظام الدین صاحب بھی سن رہے تھے، وہ بھی خاموش ہو گئے۔ (انہوں نے فرمایا کہ آئندہ زمانے کے ساتھ ساتھ قرآنِ کریم کی تفسیریں آتی رہیں گی۔)

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت غلام رسول صاحب وزیر آبادی صفحہ نمبر 134 غیر مطبوعہ)

پھر ایک روایت خان صاحب منشی برکت علی صاحبؓ ولد محمد فاضل صاحب کی ہے۔ یہ ڈائریکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس کے ملازم تھے۔ یہ قادیان میں ناظر بیت المال بھی رہے ہیں۔ 1901ء میں انہوں نے بیعت کی تھی اور 1901ء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے، سب سے پہلے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر 1900ء کے شروع میں سننے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ اتفاقاً مجھے شملہ میں چند احمدی احباب کے پڑوس میں رہنے کا موقع ملا۔ اُن دوستوں سے قدرتی طور پر حضور کے دعویٰ مسیحیت اور وفاتِ مسیح ناصری کے متعلق سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مَیں اگرچہ بڑی سختی سے اُن کی مخالفت کیا کرتا تھا۔ مگر بیہودہ گوئی اور طعن وطنز سے ہمیشہ احتراز کرتا تھا۔ (وفاتِ مسیح پر مَیں یقین نہیں رکھتا تھا۔ لیکن کہتے ہیں کہ اس کے باوجود طعن اور طنز سے ہمیشہ احتراز کرتا تھا۔ آج کل

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

بلکہ ہمیشہ سے ہی مخالفین کا جو یہ طریقہ رہا ہے کہ گالم گلوچ پر آ جاتے ہیں۔ لیکن یہ نیک فطرت تھے، کہتے ہیں میں طعن وطنز سے ہمیشہ احتراز کرتا تھا)۔ آہستہ آہستہ مجھے خوش اعتقادی پیدا ہوتی گئی۔ (آہستہ آہستہ مجھے بھی اس بات پر اعتقاد ہوتا گیا)۔ حضور کا اُنہی دنوں میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ بھی بحث ومباحثہ جاری تھا۔ حضور نے اس بات پر زور دیا کہ مقابلہ میں قرآنِ شریف کی عربی تفسیر لکھی جاوے۔ اور وہ اس طرح کہ بذریعہ قرعہ اندازی کوئی سورۃ لے لی جاوے اور فریقین ایک دوسرے کے بالمقابل بیٹھ کر عربی میں تفسیر لکھیں۔ کیونکہ قرآنِ کریم کا دعویٰ ہے کہ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (الواقعہ: 80)۔ ایک کاذب اور مفتری پر اس کے حقائق اور معارف نہیں کھل سکتے۔ اس لئے اس طرح فریقین کا صدق وکذب ظاہر ہو سکتا ہے۔ ان ہی ایام میں پیر صاحب کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں حضرت مسیح موعود کی طرف چوبیس باتیں منسوب کر کے یہ استدلال کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (نعوذ باللہ) ملحد اور اسلام سے خارج ہیں۔ اس اشتہار میں اکثر جگہ حضور کی تصانیف سے اقتباسات نقل کئے گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں عموماً فریقین کے اشتہارات دیکھتا رہتا تھا۔ (ابھی احمدی نہیں ہوا تھا لیکن فریقین کے دونوں طرف سے اشتہار دیکھتا رہتا تھا)۔ مذکورہ بالا اشتہار کے ملنے پر جو غیر احمدیوں نے مجھے دیا تھا مَیں نے احمدی احباب سے استدعا کی کہ وہ مجھے اصل کتب لا کر دیں تا کہ مَیں خود مقابلہ کر سکوں۔ مقابلہ کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ بعض حوالے گو صحیح تھے مگر اکثر میں انہیں توڑ مروڑ کر اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ (اور یہی حال آج بھی ہے۔ اب مخالفین نے ایک نئی مہم شروع کی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب سے حوالے دیئے جاتے ہیں اور اُن کو توڑ مروڑ کر پھر اس سے اشتہار لگا کر یا پھر بڑے بڑے پوسٹر بنا کے یا جماعت کے خلاف کتابچہ شائع کر کے حضرت مسیح موعود کے خلاف دریدہ دہنی کی جاتی ہے اور ہمارا جو پروگرام ہے ''راہِ ھدیٰ'' اور اس کی اب ویب سائٹ بھی شروع ہوگئی ہے، اُس میں اس کے جواب آ رہے ہیں، اور اصل حوالے اور اصل کتب کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ جا کے دیکھیں تو خود پتہ لگ جائے۔ اس سے بھی اب بعض ایسے لوگ جنہوں نے اس طرح جائزہ لینا شروع کیا تو اللہ کے فضل سے اس کے نتیجہ میں بیعتیں بھی ہو رہی ہیں۔ تو یہ اعتراضات، یہ حربہ مولویوں کا ہمیشہ سے رہا ہے۔ یہ آج کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بعض دفعہ لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ اسی طرح جو ویب سائٹ شروع ہوئی ہیں، اِن کے انچارج آصف صاحب ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ لوگوں نے بڑی بھرمار کر دی ہے اور ہمارے جواب اُس طرح نہیں جا سک رہے۔ تو مَیں نے اُن کو یہی کہا تھا آپ کچھ دیر انتظار کریں یہ لوگ خود ہی جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔ اور یہی ہوا۔ اُس میں اعتراضات کی جو بھرمار تھی ان پر جب ہماری طرف سے جوابات کی اس طرح ہی بھرمار ہوئی ہے تو آہستہ آہستہ خاموش ہو کے بیٹھ گئے۔ بلکہ اب انہوں نے اپنے جو دوسرے سائٹس ہیں ان میں یہ پیغام دینا شروع کر دیا ہے کہ راہ ہدیٰ کی جو ویب سائٹ ہے اس پر کوئی نہ جائے۔ اس میں یہ ہمیں صحیح طرح access نہیں دیتے حالانکہ خود اُن کے پاس جواب نہیں ہیں۔ کیونکہ مایوس ہو چکے ہیں اس لئے دوسروں کو بھی روک رہے ہیں۔ بہرحال ہمیشہ سے ہی یہ طریق رہا ہے) تو کہتے ہیں کہ مَیں نے جب کتابیں کھول کے یہ دیکھا، تو حوالے تو دیئے ہوئے تھے لیکن توڑ مروڑ کر اُن کو پیش کیا گیا تھا۔

پھر آگے لکھتے ہیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے مقابلے میں تفسیر نویسی کے منظور نہ کرنے پر حضور نے اعجاز المسیح رقم فرمائی اور اس میں چیلنج دیا کہ پیر صاحب اتنے عرصے کے اندر اندر اس کتاب کا جواب تحریر کریں۔ پیر صاحب نے عربی میں تو کچھ نہ لکھا گو مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ انہوں نے اردو میں ایک کتاب لکھی تھی جو بعد میں سرقہ ثابت ہوئی (وہ بھی چوری کی ثابت ہوئی)۔ کہتے ہیں بہرحال اس کشمکش میں میری طبیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جانب زیادہ مائل ہوتی گئی۔ پھر مَیں نے خیال کیا کہ احادیث کا تو ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جس پر عبور کرنا مشکل ہے مگر احمدی احباب اکثر قرآنِ کریم کے حوالہ جات دیتے رہتے ہیں اس لئے بہتر ہوگا کہ قرآنِ کریم کا شروع سے آخر تک بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے۔ چنانچہ گو میں عربی نہیں جانتا تھا مگر مَیں نے ایک اور دوست کے ساتھ مل کر قرآنِ کریم کا اردو ترجمہ پڑھا اور اس کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم میں ایک دو نہیں، بیس تیس نہیں بلکہ متعدد آیات ایسی ہیں جن سے وفاتِ مسیح کا استدلال کیا جا سکتا ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ 1901ء کے شروع میں جب مردم شماری ہونے والی تھی حضور نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں درج تھا کہ جو لوگ مجھ پر دل میں ایمان رکھتے ہیں گو ظاہراً بیعت نہ کی ہو وہ اپنے آپ کو احمدی لکھوا سکتے ہیں۔ اُس وقت مجھے اس قدر حسنِ ظن ہو گیا تھا کہ مَیں تھوڑا بہت چندہ بھی دینے لگ گیا تھا اور گو مَیں نے بیعت نہ کی تھی لیکن مردم شماری میں اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیا۔ مجھے خواب میں ایک روز حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ صبح قریباً چار بجے کا وقت تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ حضور برابر والے کمرے میں احمدیوں کے پاس آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مَیں حضور سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے کے لئے اس کمرے میں گیا اور جا کر السلام علیکم عرض کی۔ حضور نے جواب دیا وعلیکم السلام اور خواب میں فرمایا کہ برکت علی! تم ہماری طرف کب آؤ گے؟ مَیں نے عرض کی حضرت! اب آ ہی جاؤں گا۔ حضور اس وقت چار پائی پر تشریف فرما تھے۔ جسم ننگا تھا (اوپر سے ننگے تھے)۔ سر کے بال لمبے تھے اور اُس وقت کے چند روز بعد مَیں نے تحریری بیعت کر لی۔ یہ نظارہ مجھے اب تک ایسا ہی یاد ہے جیسا کہ بیداری میں ہوا ہو۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ کے موقع پر مَیں نے دارالامان میں حاضر ہو کر دستی بیعت بھی کر لی۔ اُس وقت مَیں نے دیکھا کہ حضور کی شبیہ مبارک بالکل ویسی ہی تھی جیسی کہ مَیں نے خواب میں دیکھی تھی اور اُس سے کچھ عرصہ بعد اتفاقاً اس مہمان خانے میں اترا ہوا تھا جس میں اب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے ابن حضرت مسیح موعود علیہ السلام سکونت پذیر ہیں۔ مَیں ایک چار پائی پر بیٹھا تھا کہ سامنے چھت پر غالباً کسی ذرا اونچی جگہ پر حضور آ کر تشریف فرما ہوئے۔ نہا کر آئے تھے۔ بال کھلے ہوئے تھے اور اوپر کا جسم ننگا تھا۔ یہ شکل خصوصیت سے مجھے ویسی ہی معلوم ہوئی جو مَیں خواب میں دیکھ چکا تھا اور مجھے مزید یقین ہو گیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ نے میری ہدایت کے لئے مجھے دکھلائی ہے۔ (رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت منشی برکت علی صاحب صفحہ نمبر 136 تا 139 غیر مطبوعہ)

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد مبارک سے حضور غالباً نماز ظہر سے فارغ ہو کر کھڑکی کے راستے اندر تشریف لے جا رہے تھے تو حسبِ دستور احباب نے آپ کو گھیر لیا۔ کوئی ہاتھ چومتا تھا، کوئی جسمِ اطہر کو ہاتھ لگا کر اسے منہ اور سینے پر ملتا تھا۔ مَیں بھی اُن میں شامل تھا۔ اتنے میں حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول قریب سے گزرے، اور فرمانے لگے، ''اخلاص چاہئے، اخلاص''۔ میرے دل نے گواہی دی کہ بیشک ظاہر داری کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ اخلاص نہ ہو۔ (صرف چومنا اور ہاتھ لگانا کوئی چیز نہیں جب تک اخلاص نہ ہو۔ یہی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ان کو سبق دیا)۔ چنانچہ اُس وقت سے مَیں ہمیشہ اس کوشش میں رہا ہوں کہ خدا کے فضل سے اخلاص کے ساتھ تعلق قائم رہے۔

لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد مبارک میں نماز ظہر کے بعد جبکہ حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف فرما تھے کسی نے عرض کی کہ دو تین آریہ صاحبان ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے انہیں اندر بلا لیا اور گفتگو شروع ہو گئی۔ نجات کے متعلق ذکر آنے پر مَیں نے دیکھا کہ حضور کا رعب اس قدر غالب تھا کہ آریہ دوست کھل کر بات بھی نہیں کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے بیان کیا کہ نجات کے لئے ویدوں کا ماننا ضروری نہیں بلکہ جو اچھے کام کرے گا نجات پا جائے گا۔ (رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت منشی برکت علی صاحب صفحہ نمبر 140 تا 141 غیر مطبوعہ)

لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں مجھے نماز جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ نماز حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ نے پڑھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا کر قبر کے نزدیک بیٹھ گئے۔ (وہاں مسجد اقصیٰ میں اُن کے والد کی جو قبر ہے)۔ مَیں بھی موقع پا کر پاس ہی بیٹھ گیا اور نماز میں حضور کی حرکات کو دیکھتا رہا کہ حضور کس طرح نماز ادا فرماتے ہیں۔ حضور نے قیام میں اپنے ہاتھ سینے کے اوپر باندھے مگر انگلیاں کہنی تک نہیں پہنچتی تھیں۔ آپ کی گردن ذرا دائیں طرف جھکی رہتی تھی۔ نماز کے بعد یہ مسئلہ پیش ہو گیا کہ کیا نمازِ جمعہ کے ساتھ عصر بھی شامل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ چنانچہ حضور کے ارشاد کے مطابق اُس دن نمازِ عصر جمعہ کے ساتھ جمع کر کے ادا کی گئی۔

حضور کے آخری ایام میں جماعت بفضلہٖ تعالیٰ ترقی کر گئی تھی اور چھ سات سو احباب جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے تھے۔ (اُس وقت کے صحابہ یہ جماعت کی ترقی کی باتیں کر رہے ہیں کہ چھ سات سو احباب جلسے پر تشریف لاتے تھے) لکھتے ہیں کہ ایک بار ہمیں بتلایا گیا کہ حضور کا منشاء ہے کہ سب دوست بازار میں سے گزریں تا کہ غیر احمدی اور ہندو وغیرہ خدا کی وحی کو پورا ہوتے ہوئے مشاہدہ کر لیں کہ کس طرح دور دور سے لوگ ہماری طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (اور آج کل کے احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر کتنی زیادہ حمد کرنی چاہئے۔ اُس زمانے کے بزرگوں کی نسلیں بھی آج دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور خود اُن کی ایک ایک کی نسلیں بھی سینکڑوں میں پہنچی ہوئی ہیں اور اس کے علاوہ جو نئے شامل ہو رہے ہیں وہ تو ہیں ہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرما رہے ہیں کہ قادیان کی گلیوں میں پھرو تا کہ اظہار ہو کہ ہم کتنی تعداد میں ہو گئے ہیں، اور آج دنیا جانتی ہے اور اخباروں میں لکھا جاتا ہے، ٹیلی ویژن پروگرام کئے جاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کیا چیز ہے؟ اس لئے اللہ تعالیٰ کا ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے)۔

پھر لکھتے ہیں کہ اس وقت یہ عام دستور تھا کہ مہمان روانگی سے قبل حضور سے رخصت حاصل کر کے واپس جاتے تھے۔ چنانچہ ایک بار مَیں نے بھی شام کے وقت رقعہ بھجوا کر اجازت چاہی۔ حضور نے جواباً

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ارشاد فرمایا کہ اجازت ہے مگر صبح جاتے ہوئے مجھے اطلاع دیں۔ حسب الحکم اگلی صبح روانہ ہونے سے قبل اطلاع کی گئی تو حضور بنفسِ نفیس رخصت کرنے کو تشریف لائے۔ اَور بھی کئی دوست ہمراہ تھے۔ حضور علیہ السلام کچی سڑک کے موڑ تک ہمارے ساتھ تشریف لے گئے۔ راستے میں مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ مَیں نے دیکھا کہ حضور نہایت اطمینان سے چل رہے تھے اور بظاہر نہایت معمولی چال سے، مگر وہ دراصل کافی تیز تھی۔ اکثر خدام کو کوشش کر کے ساتھ دینا پڑتا تھا۔ بچے تو بھاگ کر شامل ہوتے تھے۔

پھر لکھتے ہیں کہ غالباً 1900ء میں جبکہ تقسیمِ بنگال کا بڑا چرچا تھا مَیں نے اس بات کو مدّنظر رکھ کر ایک مضمون حقوقِ انسانی پر لکھا۔ حضور علیہ السلام بغاوت کو بالکل پسند نہ فرماتے تھے اور اپنی جماعت کو بھی وفادار رہنے کی ہدایت فرماتے رہتے تھے۔ اِن احکامات کی روشنی میں مَیں نے مضمون لکھ کر حضور کی خدمت میں بھیجا کہ اگر حضور علیہ السلام پسند فرماویں تو اس مضمون کو اخبار میں اشاعت کے لئے بھجوا دیں۔ چنانچہ اسے حضور نے البدر میں شائع کروا دیا۔

آج کل کے حالات میں بھی جو بعض ملکوں میں ہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بغاوت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسند نہیں فرمایا بلکہ بغاوت کے خلاف جو مضمون آیا اُسے شائع فرمایا۔

پھر لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ بعد نماز مغرب حضور شاہ نشین پر بیٹھے تھے۔ کسی دوست نے عرض کی کہ تحصیل دار صاحب علاقہ صبح مینارہ کی تعمیر کے سلسلہ میں موقع دیکھنے کے لئے آرہے ہیں۔ حضور علیہ السلام مینارۃ المسیح بنوانا چاہتے تھے (اُس کے بننے سے پہلے کا واقعہ ہے) مگر قادیان کے ہندو وغیرہ اس کی مخالفت کر رہے تھے۔ اور انہوں نے سرکار میں درخواست دی ہوئی تھی کہ مینارہ بنانے کی اجازت نہ دی جاوے۔ حضور علیہ السلام نے تحصیل دار کی آمد کے متعلق سن کر فرمایا کہ بہت اچھا۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ اُن کا مناسب استقبال کریں اور اُنہیں موقع دکھاویں۔ (جو مختلف احمدی لوگ ہیں وہ جائیں۔ اچھی طرح تحصیلدار کا استقبال کریں۔ اُس کو موقع دکھائیں۔) پھر فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے کہ مینارہ ضرور تعمیر ہوگا اس کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تعمیر ہوا۔

پھر لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام عام طور پر محفل میں کس طرح بیٹھتے تھے یا کس طرح چلتے تھے۔ اس بارہ میں کہتے ہیں کہ مَیں نے حضور کی محفل میں دیکھا ہے کہ حضور کی آنکھیں نیچے جھکی ہوئی ہوتی تھیں اور قریباً بند معلوم ہوتی تھیں۔ مگر جب کبھی حضور میری جانب نظر اُٹھا کر دیکھتے تھے تو مَیں برداشت نہیں کر سکتا تھا اور اپنی نظر نیچی کر لیتا تھا۔ (رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت منشی برکت علی صاحب صفحہ نمبر 142 تا 144 غیر مطبوعہ)

لکھتے ہیں کہ غالباً آخری دنوں کا واقعہ ہے کہ مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی معرفت عریضہ ارسال کیا اور ملاقات کی خواہش کی۔ موصوف اُس وقت سترہ اٹھارہ سال کی عمر کے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرمائی اور اوپر کمرے میں بلوا لیا۔ مَیں نے حضور سے عرض کیا کہ مَیں غیر احمدی ہونے کی حالت میں دفتر میں ایک فنڈ میں شامل تھا جس کا نام Fortune Fund تھا۔ پندرہ سولہ آدمی تھے۔ آٹھ آنے ماہوار چندہ لیا جاتا تھا۔ فراہم شدہ رقم سے لاٹری ڈالی جاتی تھی اور منافع تقسیم کر لیا جاتا تھا۔ یہ کام احمدی ہونے کے بعد تک جاری رہا۔ چنانچہ ایک دفعہ ہمارے نام تقریباً ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے کی لاٹری نکلی۔ اور قریباً ساڑھے سات ہزار روپیہ میرے حصے میں آیا۔ (تو اب احمدی ہونے کے بعد پوچھ رہے ہیں کہ) مجھے خیال ہوا کہ کیا یہ امر جائز بھی ہے؟ حضور سے دریافت کرنے پر جواب ملا کہ "یہ جائز نہیں"۔ (یہ لاٹری وغیرہ کا جو طریقہ ہے) اس رقم کو اشاعتِ اسلام وغیرہ پر خرچ کر دینا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز حرام نہیں۔ پھر انہوں نے اُس کو کچھ چندے میں دیا۔ کچھ غرباء میں تقسیم کیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت منشی برکت علی صاحب صفحہ نمبر 146 تا 147 غیر مطبوعہ)

پھر ایک روایت حضرت محمد اسماعیل صاحب ولد مکرم مولوی جمال الدین صاحب سکنہ سیکھواں ضلع گورداسپور کی ہے، جنہوں نے 1904ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ پیدائشی احمدی تھے۔ کہتے ہیں مَیں قریباً بیس سال کا تھا کہ گورداسپور میں کرم دین جہلمی جو دراصل بھیں ضلع جہلم کا تھا، کے مقدمہ کا حکم سنایا جانا تھا۔ مَیں ایک دن پہلے اپنے گاؤں سے وہاں پہنچ گیا۔ وہاں پر ایک کوٹھی میں حضور علیہ السلام بھی اترے ہوئے تھے (یعنی وہاں ٹھہرے ہوئے تھے)۔ گرمی کا موسم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ادھر کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں پر میرے والد صاحب میاں جمال الدین صاحب، میاں امام دین صاحب سیکھوانی اور چودھری عبدالعزیز صاحب بھی موجود تھے۔ مَیں نے جا کر حضور کو پنکھا جھلنا شروع کر دیا۔ حضور نے میری طرف دیکھا اور میرے والد میاں جمال الدین صاحب کی طرف اشارہ کر کے مسکرا کر فرمایا کہ میاں اسماعیل نے بھی آ کر ثواب میں سے حصہ لے لیا ہے۔ حضور کا معمولی اور ادنیٰ خدمت سے خوش ہو جانا اب بھی مجھے یاد آتا ہے تو طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت محمد اسماعیل صاحب صفحہ نمبر 150 غیر مطبوعہ)

محمد اکبر صاحب ولد اخوند رحیم بخش صاحب قوم پٹھان اورکزئی سکنہ ڈیرہ غازی خان لکھتے ہیں کہ خاکسار کے والد صاحب کے چچا اخوند امیر بخش خان ضلع مظفر گڑھ میں سَب انسپکٹر پولیس تھے۔ خاکسار کے احمدی ہو جانے کے بعد وہ پنشن پا کر اپنے گھر ڈیرہ غازی خان آ گئے۔ اُن دنوں جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان کے سرکردہ مولوی عزیز بخش صاحب بی۔اے تھے جو مولوی محمد علی صاحب (جو بعد میں پیغامیوں کے امیر بنے تھے) کے بڑے بھائی تھے۔ وہ مولوی عزیز بخش صاحب اس وقت ڈیرہ غازی خان میں سرکاری ملازم تھے۔ جس محلے میں وہ رہتے تھے وہاں ایک مسجد تھی جو ویران پڑی رہتی تھی۔ جماعت احمدیہ نے اُسے مرمت وغیرہ کر کے آباد کیا اور اُس میں نماز پڑھنی شروع کر دی۔ ایک غیر احمدی مولوی فضل الحق نامی نے اس محلے میں آ کر کرایہ کے مکان میں رہائش اختیار کی اور محلے کے لوگوں کو اُکسایا (اُس وقت بھی وہی کام ہوتا تھا آج بھی وہی کام ہو رہا ہے) کہ احمدیوں کو اس مسجد سے نکالنا چاہئے اور اس مسجد میں چند طلباء جمع کر کے اُن کو پڑھانا شروع کر دیا۔ (مدرسے کا یہ جو نظریہ ہے اور مدرسے کے لڑکوں کے ذریعے جلوس نکالنا اور توڑ پھوڑ کرنا، یہ آج بھی اُسی طرح جاری ہے)۔ کہتے ہیں کہ طلباء کو جمع کر کے اُن کو پڑھانا شروع کر دیا اور نماز کے وقت وہ اپنی جماعت علیحدہ کرانے لگا اور مسجد میں وعظوں کا بھی سلسلہ شروع کر دیا۔ خاکسار کے رشتے کے چچا اخوند امیر بخش خان مذکور نے شہر ڈیرہ غازی خان کے سب انسپکٹر پولیس کو اُکسایا کہ وہ رپورٹ کرے کہ اس محلّہ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فساد کا اندیشہ ہے، فریقین کے سرکردوں سے ضمانت لی جانی چاہئے۔ (پہلے تو یہاں مسجد ویران پڑی تھی کوئی آتا نہیں تھا جب احمدیوں نے ٹھیک کر کے، مرمت کر کے آباد کر لی تو سارا فساد شروع ہو گیا)۔ کہتے ہیں کہ خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے رشتے کے دادا صاحب مذکور کی مخالفت کا ذکر کیا اور لکھا کہ اس کو اس قدر عناد ہے کہ اگر اس کا بس چلے تو خاکسار کو قتل کر دے۔ اور جماعت کے متعلق پولیس سے جو اس نے رپورٹ کرائی تھی اُس کا بھی ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور نے ازراہِ ذرہ نوازی کمال شفقت سے خود اپنے مبارک ہاتھ سے اس عاجز کے عریضے کی پشت پر جواب رقم فرما کر وہ خط خاکسار کو بذریعہ ڈاک واپس بھیج دیا۔ حضور کے جواب کا مفہوم یہ تھا (اصل الفاظ نہیں)۔ مفہوم یہ تھا کہ ہمیں گھبرانا نہیں چاہئے اور پھر دعا فرمائی کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جلد نیک نتیجہ ظاہر ہوگا اور جماعت کو چاہئے کہ ضمانت ہرگز نہ دیوے۔ (اس مسجد کے لئے کسی قسم کی ضمانت نہیں دینی یا پارٹی بن کے ضمانت نہیں دینی)۔ اگر مسجد چھوڑنی پڑے تو چھوڑ دی جاوے اور کسی احمدی کے مکان پر باجماعت نماز کا انتظام کر لیا جاوے۔ مگر جماعت کے کسی فرد کو ضمانت ہرگز نہیں دینی چاہئے۔ لکھتے ہیں کہ یہ خط خاکسار کے پاس محفوظ تھا۔ غالباً مولوی عزیز بخش صاحب نے خاکسار سے لے لیا تھا اور واپس نہ کیا اس لئے سامنے نہیں۔ (مفہوم انہوں نے یہ بیان کیا)۔ پھر کہتے ہیں کہ حضور کے اس جواب کے آنے کے تھوڑے دنوں کے بعد اس عاجز کے دادا مذکور بیمار ہو گئے اور چند دن بیمار رہ کر وہ فوت ہو گئے۔ جو رپورٹ سب انسپکٹر پولیس نے کی تھی وہ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس بمراد انتظام مناسب بھیج دی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک مسلمان ای۔اے۔سی کو مقرر فرمایا کہ وہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مصالحت کرا دے۔ چنانچہ وہ کئی ماہ مسلسل کوشش کرتا رہا کہ مصالحت ہو جائے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ (ان لوگوں سے تو فیصلہ نہیں ہوا لیکن خدا تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا وہ بھی عجیب ہے)۔ آخر دریائے سندھ کی طغیانی سے وہ حصہ شہر کا غرق ہو گیا۔ (دریائے سندھ میں سیلاب آیا اور شہر کا وہ حصہ ہی غرق ہو گیا جس میں مسجد تھی) اور مسجد گر گئی اور بعد ازاں سارا شہر ہی دریا بُرد ہو گیا اور نیا شہر آباد کیا گیا جس میں جماعت احمدیہ نے اپنی نئی مسجد تعمیر کرائی اور جہاں تک خاکسار کا خیال ہے نئے شہر میں سب سے پہلے جو مسجد تعمیر کی گئی وہ احمدیوں کی تھی۔ (رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 3 روایت حضرت محمد اکبر صاحب صفحہ نمبر 126 تا 128 غیر مطبوعہ)

حضرت نظام الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد میاں اللہ دتہ صاحب سکنہ وچھوکی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ نومبر 1904ء کا واقعہ ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ تشریف لائے تھے۔ بندہ بھی حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ غالباً نمازِ ظہر کے بعد مسجد حکیم حسام الدین صاحب مرحوم میں حضرت نے مندرجہ ذیل نصیحت احبابِ جماعت کو فرمائی تھی۔ فرمایا کہ لوگ تمہیں جوش دلانے کے لئے مجھے گالیاں دیتے ہیں مگر تمہیں چاہئے کہ گالیاں سُن کر ہرگز جوش میں نہ آؤ اور جواباً گالیاں نہ دو۔ اگر تم اُنہیں جواباً گالیاں دو گے تو وہ پھر مجھے گالیاں دیں گے اور یہ گالیاں اُن کی طرف سے نہیں ہوں گی بلکہ تمہاری طرف سے ہوں گی۔ بلکہ تمہیں چاہئے کہ گالیاں سُن کر اُن کو دعائیں دو اور اُن سے محبت اور سلوک کرو تا کہ وہ تمہارے زیادہ نزدیک ہوں۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ذکر فرمایا کہ جب کفار اُن کو گالیاں نکالتے تھے اور طرح طرح کی تکالیف دیتے تھے تو وہ اس کے عوض اُن سے نیکی اور ہمدردی کا سلوک کرتے تھے۔ ایسا کرنے سے بہت سے کفار اُن کے حسنِ سلوک کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہوئے۔ پس تمہیں بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے۔ کہتے ہیں یہ الفاظ جو مَیں نے بیان کئے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل الفاظ نہیں ہیں۔ مفہوم یہی ہے۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں اُس کا خلاصہ یہ بیان کیا ہے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 3 روایت

حضرت نظام الدین صاحب صفحہ نمبر162غیر مطبوعہ)

پھر حضرت منشی عبداللہ صاحب احمدی محلہ اسلام آباد، شہر سیالکوٹ۔ ان کی بیعت 4/نومبر 1902ء کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب سیالکوٹ تشریف لائے تھے تو انہوں نے بیعت کی تھی۔ تیرہ سال کی عمر تھی۔ اور ایک خواب کے ذریعے انہوں نے بیعت کی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سے انہوں نے تعلیم بھی حاصل کی۔ یہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں اپنا دعویٰ کرنے کے بعد 4/نومبر 1902ء کو واپس قادیان تشریف لے گئے تو حضور نے ان لوگوں کے نام طلب فرمائے جنہوں نے سیالکوٹ کے احمدیوں کو تکالیف دی تھیں۔ جب نام تحریر کئے گئے تو اُس کے چند دن بعد سیالکوٹ میں بہت غلیظ طاعون پھوٹ پڑی تو خدا تعالیٰ قادر وقہار نے چُن چُن کر اُن لوگوں کے خاندانوں کو تباہ کر دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يَاُوْلِي الْاَبْصَار۔

پھر ان ہی ایام میں طاعون کے بارہ میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک مخالف تھا جب اس کو طاعون ہوئی تو اس نے حکیم حسام الدین صاحب کو بلایا۔ آپ نے آ کر اُس کو صرف اتنا کہا کہ یہ کالا ناگ ہے اس کے نزدیک مت جاؤ۔ جب وہ قریب المرگ ہوا تو بیوی بوجہ محبت اُس سے چمٹ گئی۔ اور درحقیقت وہ عورت موت کو مول لے رہی تھی۔ اسی طرح اُس کی بچی نے کیا اور اس طرح سے اُس کے خاندان کے اُنیس افراد ہلاک ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضور سے دریافت کیا کہ حضور کیا کبھی آپ کو بھی ریا پیدا ہوا ہے، (دکھاوا، ریا پیدا ہوا ہے) حضور نے جواب دیا کہ اگر ایک آدمی جنگل میں مویشیوں کے درمیان نماز پڑھ رہا ہو تو کیا اُس کے دل میں کبھی ریا پیدا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا میرا تو یہ حال ہے۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 3روایت حضرت منشی عبد اللہ صاحب صفحہ نمبر154تا155غیر مطبوعہ)

حضرت محمد یحییٰ صاحب ولد مولوی انوار حسین صاحب ساکن شاہ آباد ضلع ہردوئی۔ ان کی پیدائش 1894ء کی ہے۔ 1904ء میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب مرحوم مولوی انوار حسین خان صاحب سکنہ شاہ آباد ضلع ہردوئی، یوپی نے 1889ء میں لدھیانہ آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور اس سے کچھ عرصہ قبل سے ان کی خط و کتابت تھی اور وہ بیعت کا شرف حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لینے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو قادیان آنے سے روکا ہوا تھا۔ جب حضور لدھیانہ اس غرض سے تشریف لے چلے تو والد صاحب کو اطلاع کر دی اور والد صاحب مرحوم اس کی تعمیل میں لدھیانہ آ کر فیض یاب ہوئے۔ والد صاحب دیوبند کے دستار بند مولوی تھے۔ (باقاعدہ دیوبند کے سرٹیفائیڈ مولوی تھے)۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کا یہ واقعہ اکثر سنایا کرتے تھے کہ مَیں پہلی مرتبہ قادیان دارالامان 1892ء میں آیا تھا اور اس وقت مہمان گول کمرے میں ٹھہرا کرتے تھے۔ مَیں بھی وہیں ٹھہرا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ ہی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور کھانا کھاتے کھاتے اُٹھ کر اندر تشریف لے جاتے اور کبھی چٹنی کبھی اچار لے کر آتے کہ آپ کو مرغوب ہو گا۔ غرضیکہ کھانا خود بہت کم کھاتے اور مہمانوں کی خاطر زیادہ کیا کرتے تھے۔ مسجد اقصیٰ میں نمازیوں کی کثرت دیکھ کر ایک مرتبہ والد صاحب مرحوم فرمانے لگے (یہ بعد کی بات ہے جب ان کے والد قادیان آئے اور دیکھا کہ مسجد اقصیٰ نمازیوں سے بھری ہوئی ہے تو کہتے ہیں) کہ پہلی مرتبہ جب مَیں قادیان آیا تھا تو جمعہ کے دن نماز کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصیٰ تشریف لے چلے۔ رستے میں مولوی شادی کشمیری ملا۔ اُس کو نماز پڑھنے کے لئے ساتھ لے لیا اور میاں جان محمد صاحب کو ساتھ لے لیا۔ آگے چل کے کسی بچے کی میّت مل گئی تو آپ نے جان محمد کو نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے فرمایا اور خود اُن کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ جب مسجد اقصیٰ پہنچے اور نماز جمعہ پڑھی تو اُس وقت کل چھ نفوس تھے اور لکھتے ہیں کہ اب باوجود مسجد اتنی وسیع ہو جانے کے اردگرد کی چھتیں بھری ہوتی ہیں۔ میرے لئے یہ بھی معجزہ ہے۔

پھر بچوں پہ شفقت کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی کام کی ضرورت پیش آئی تو ہم چھوٹے بچے بورڈنگ تعلیم الاسلام کے جو اُن دنوں مدرسہ احمدیہ میں ہوا کرتے تھے، کام کرنے کی خاطر شوق سے آ جاتے۔ مجھے یاد ہے کہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم بچوں کے متعلق دریافت فرماتے کہ یہ کون ہے اور وہ کون ہے؟ خاکسار کے متعلق ایک مرتبہ دریافت فرمایا تو حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ انوار حسین صاحب آموں والے کے لڑکے ہیں۔ فرمانے لگے اسے کہو یہ بیٹھ جائے، کام نہ کرے۔ یہ ابھی چھوٹا ہے۔ مجھے بٹھا دیا اور دوسرے لڑکے کام کرتے رہے۔ ایک مرتبہ سخت سردی پڑی جس سے ڈھاب کا پانی بھی جمنے لگا۔ (جو وہاں ڈھاب ہے اُس کا پانی ان ایام میں جم گیا۔) کہتے ہیں کہ مَیں گرم علاقے کا رہنے والا ہونے کی وجہ سے بہت سردی محسوس کرتا تھا۔ (وہاں کے رہنے والے بھی محسوس کرتے تھے اور جو گرم علاقے سے آئے ہوں تو وہ انہیں بہت زیادہ لگتی ہے)۔ اور بورڈنگ میں قریباً سب لڑکوں سے عمر میں بھی بہت چھوٹا تھا تو فجر کی نماز کے لئے جانے میں سردی محسوس کرتا تھا۔ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔اے سابق مہر سنگھ صاحب نے حضور سے ذکر کیا ہو گا۔ تو آ کر مجھے کہا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ اس چھوٹے بچے کو سردی میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ نمازِ فجر کے لئے مسجد نہ لے جایا کرو۔ اُس دن سے مجھے فجر کی نماز تمام سردی بورڈنگ میں ادا کرنے کا حکم مل گیا۔

یہ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضور کے ہمراہ نہر تک گئے۔ رمضان کا مہینہ تھا پیاس لگی ہوئی تھی، حضور کو معلوم ہو گیا کہ بعض چھوٹے بچوں کا روزہ ہے تو حضور نے فرمایا ان کا روزہ تڑوا دو۔ بچوں کا روزہ نہیں ہوتا۔ اس حکم پر ہم نے نہر سے خوب پانی پی کر پیاس بجھائی اور حضور سے رخصت ہو کر قادیان واپس چلے آئے۔

مہمانوں کے جذبات کا احساس۔ باہر سے اکثر احباب تشریف لاتے تھے اور خوردہ کے خواہشمند ہوتے تھے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دسترخوان کا جو بچا ہوا کھانا ہوتا تھا اس کے خواہشمند ہوتے تھے) چونکہ بورڈران میں سے مَیں چھوٹا تھا اور اندر جایا کرتا تھا۔ احباب کے ذکر کرنے پر خوردہ لانے پر تیار ہو جایا کرتا تھا۔ کھانے کا وقت ہوا تو ام المومنینؓ سے عرض کرنے پر خوردہ مل گیا۔ (اکثر یہ ہوتا تھا کہ کھانے کا وقت ہوا تو مَیں جا کے حضرت اماں جان سے عرض کرتا تھا تو وہ دے دیا کرتی تھیں)۔ اور کھانے کا وقت نہیں ہوتا تھا تو تب بھی میں جا کے لوگوں کی خواہش کا اظہار کر دیا کرتا تھا تو ازراہِ شفقت روٹی منگوا کر اس میں سے ایک لقمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لے لیا کرتے تھے اور بقیہ دے دیا کرتے تھے جو مَیں خوشی خوشی لا کر اُن دوستوں کو دے دیا کرتا تھا جنہوں نے مانگا ہوتا تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ ۔ جلد 3صفحہ 134تا 138)

حضور کی نماز میں رِقّت کو انہوں نے کس طرح دیکھا۔ لکھتے ہیں کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا جنازہ حضور نے خود پڑھایا تھا۔ نماز بہت لمبی پڑھائی۔ حتیٰ کہ مَیں کھڑے کھڑے تھک گیا۔ نماز سے کچھ قبل ایک ٹکڑا بادل کا آ گیا اور گرد اُڑنے لگی۔ (ہوا بھی چلنے لگی، مٹی اڑنے لگی) اور نماز کے سارے وقت میں یعنی ابتدائی تکبیر سے لے کر سلام پھیرنے تک خوب موٹے موٹے بوند کے قطرے بارش کے پڑتے رہے۔ اور سلام پھیرنے پر بارش ختم ہو گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد آسمان کھل گیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 3روایت حضرت محمد یحییٰ خان صاحب صفحہ نمبر134تا138غیر مطبوعہ)

اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں میں بھی اور ہمارے اندر بھی احمدیت کی حقیقی روح ہمیشہ قائم فرماتا چلا جائے۔ ہمیں بھی اپنی اصلاح کرنے کی طرف توجہ دے۔ ہمارے ایمان اور ایقان میں اضافہ ہو۔ ہر آنے والا دن ہمارے اندر بھی اور ہماری نسلوں میں بھی احمدیت کی محبت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق اور قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی طرف ہمیشہ توجہ بڑھاتا چلا جائے۔

جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے زیر اہتمام

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: کریم الدین شمس ۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ تنزانیہ)

جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو اللہ کے فضل سے سال بھر مختلف قسم کے تعلیمی و تربیتی پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ چنانچہ 15/فروری 2011ء کو 12/ربیع الاول کے حوالے سے جلسہ سیرت النبیؐ کا اہتمام کیا گیا جس میں جامعہ احمدیہ کے طلباء اور اساتذہ کے علاوہ دیگر دوست احباب عیسائیوں نے بھی کثرت سے شرکت کی۔

جلسہ کے مہمان خصوصی موروگورو کی نائب میئر محترمہ L.J.Mbiaji تھیں۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے سواحیلی ترجمہ سے ہوا۔ پہلی تقریر مکرم بکر عبیدی صاحب مبلغ سلسلہ نے ”آنحضرتؐ اور صحف سابقہ“ کے عنوان پر کی۔ دوسری تقریر مکرم آصف محمود بٹ صاحب ریجنل مبلغ موروگورو نے ”آنحضورؐ بحیثیت رحمۃ للعالمین“ کے عنوان پر جبکہ تیسری تقریر خاکسار کریم الدین شمس نے ”آنحضورؐ اور امن عالم“ پر کی۔ تقاریر کے آخر پر مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

ایک عیسائی دوست نے جو کہ کیتھولک ہیں، کہا کہ اسلام اور احمدیت کی جو تصویر یہاں دیکھی ہے وہ انتہائی حسین ہے۔ مَیں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ احمدیت اتنی اچھی ہے۔ آج میرے بہت سے سوالات کا جواب مجھے مل گیا ہے۔

ایک عیسائی عورت نے کہا کہ مَیں نے جماعت کے متعلق بہت کچھ عجیب و غریب سنا ہوا تھا مگر یہاں آ کر پتہ چلا کہ جماعت کی تو شان ہی نرالی ہے۔

علاقے کی کونسلر صاحبہ جو کہ عیسائی ہیں نے کہا کہ تقاریر سن کر احساس ہوا ہے کہ بانیٔ جماعت احمدیہ برگزیدہ رسولوں میں سے ہیں۔

صدر مجلس موروگورو کی نائب میئر نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی امن پسندی، پیار و محبت اور باہمی تعاون کی دل کھول کر تعریف کی اور کہا کہ مَیں نے آج تک کوئی ایسی تنظیم نہیں دیکھی جو صرف اپنے وسائل پر انحصار کرتے ہوئے ہر ملک کی خدمت میں پیش پیش ہو۔ اس کے بعد دعا ہوئی جس میں بلاتمیز مذہب و ملت سب حاضرین نے شرکت کی جس کے بعد حاضرین کی رات کے کھانے سے ضیافت کی گئی۔

کیہونڈا کے علاقہ میں آٹھ میونسپل کونسلز ہیں جن میں سے چھ کے چیئرپرسنز اور آٹھ دیگر سرکاری عہدیدار اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اور علاقہ کے عیسائی دوستوں نے بھی کثرت سے شرکت کی۔

احباب جماعت عالمگیر سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے نیک اثرات ظاہر فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: امن کانفرنس از صفحہ نمبر 16

تعالیٰ کی طرف سے سلامتی اور برکات آپ پر نازل ہوں۔

حضور نے فرمایا: آج ہم دوبارہ ایک سال کے بعد اپنی اس سالانہ تقریب کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ یہ تقریب اب ہماری جماعت کی تقاریب کے سالانہ کیلنڈر کا حصہ بن چکی ہے۔

اس تقریب کو منعقد کرنے کا صرف ایک مقصد ہے کہ ہم اکٹھے ہو کر دوستانہ ماحول میں مل بیٹھیں اور اپنے مشترکہ مقصد کے حصول کے لئے تبادلۂ خیال کریں ۔ اور یہ مشترکہ مقصد ہے دنیا میں محبت، شفقت، برادرانہ تعلقات اور امن کا قیام۔

اس حقیقت کے باوجود کہ ہم احمدی مسلمان اس امن کانفرنس کا انعقاد کرنے والے ہیں اور بہت سے مسلمان طبقے یا فرقے ہمیں پسند نہیں کرتے پھر بھی آپ دیکھیں گے کہ ہماری اس تقریب کے شرکاء میں کافی تعداد ہمارے غیر از جماعت مسلمان دوستوں کی ہے جو بڑی خوشی سے ہمارے ساتھ اس تقریب میں شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے عیسائی ، یہودی، ہندو اور سکھ دوست آج بھی شامل ہیں اور اس سے پہلے بھی ان تقاریب میں شرکت کرتے رہے ہیں ۔ بلکہ بعض دہریہ خیالات کے افراد بھی آکر ان تقاریب میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک اور قومیتوں سے تعلق رکھنے والے بھی یہاں شریک ہوتے ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آج ہمارے ساتھ دس ممالک کے نمائندے شریک ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ کانفرنس فوری طور پر تو دنیا کے امن کو بہتر نہیں بنا سکتی مگر بہر حال باہمی گفت وشنید سے ہم سب انسانی اقدار کے شرف کو اُجاگر کر سکتے ہیں۔ ایک دوسرے کے عقائد و خیالات کو سننا اور باقاعدگی سے ملاقات و گفت وشنید کرنا ایسا ذریعہ ہے جس سے آپس کے شکوک وشبہات دور ہوتے ہیں اور باہمی رواداری بڑھتی ہے۔ آپس میں روابط رکھے جائیں تو قدرتی طور پر دل ایک دوسرے کے لئے کھل جاتے ہیں اور اچھے سلوک کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ برطانیہ ان ممالک میں سے ہے جہاں مختلف قومیتوں، ثقافتوں اور مذاہب کے ماننے والے رچ بس گئے ہیں جبکہ بعض دوسرے بڑے ممالک کی نسبت برطانیہ رقبہ کے لحاظ سے ایک چھوٹا ملک ہے مگر یہاں کے باشندوں کی وسیع حوصلگی کی وجہ سے یہ ملک اپنے اندر ایک دنیا کو آباد کئے ہوئے ہے۔

حضور نے فرمایا میری دعا ہے کہ یہ انصاف پسندی کا خُلق ہمیشہ ان کے لئے مشعل راہ بنا رہے۔ حضور نے مزید فرمایا جس زمانہ میں ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے برطانوی حکومت کی اس انصاف پسندی اور مذہبی آزادی کی تعریف فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ مَیں امید کرتا ہوں کہ برطانوی قوم اپنے اس قیمتی اثاثہ کو برقرار رکھے گی اور اس وقت بھی دنیا میں جو صورتحال پیدا ہوگئی ہے اس میں بھی وہ اپنی اعلیٰ اقدار کے ساتھ کارروائیاں کریں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ یہ مختلف قوموں اور شہریت کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنے والی تقریب ہے جس کا مقصد ہے قیام امن کی کوششوں اور انسانوں میں باہمی محبت اور برادرانہ سلوک کے لئے جدوجہد۔ مگر ہم یہ کوششیں صرف اپنے دائرے میں ہی کر سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا مَیں سچے دل سے یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہمارے تمام معزز مہمان قیام امن کے ان مشترکہ مقاصد کو اپنے اپنے حلقوں میں پھیلائیں تو وقت کے ساتھ ساتھ یہ کاوشیں پھیل کر تمام دنیا میں قیام امن کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہم بہت شدید خواہش رکھتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم ہو اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مظالم کا خاتمہ ہو۔ مگر افسوس کہ ہمیں ان مقاصد کے حصول کے لئے کوئی دنیاوی طاقت حاصل نہیں ہے۔ ہم نسبتاً ایک چھوٹی سی مذہبی جماعت ہیں جنہیں فی الوقت دنیا کی نگاہ میں کوئی حیثیت حاصل نہیں۔ اس کے باوجود ہمارے اعلیٰ مقاصد آخر کار ہمیں اس مقام پر پہنچائیں گے جہاں ہم ایک حقیقی کردار دنیا کے امن کے لئے ادا کرسکیں گے جس کی بنیاد اسلام کی حقیقی تعلیمات میں مضمر ہے۔ وہ وقت آئے گا جب دنیا اسلام کے نام کو امن اور استحکام کی روشن شمع کے طور پر شناخت کرے گی۔

حضور نے فرمایا اسلامی تعلیمات ہمیں پیغام دیتی ہیں کہ ہم ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کریں ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے عرض کیا کہ ظالم کی مدد کس طرح کر سکتے ہیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اُس کا ہاتھ روک کر۔ ظالم یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اپنی طاقت کے زور پر اپنے حریف پر غلبہ حاصل کر سکتا ہے۔ مگر جو لوگ مذہب پر یقین رکھتے ہیں وہ مانتے ہیں کہ دراصل تمام طاقتوں کا مالک خداوند تعالیٰ ہے اور وہ بے رحم کو ضرور سزا دے گا۔ تو یہاں یہ بات سمجھنے والی ہے کہ ظالم کی مدد کرنے سے مُراد ہے کہ اسے ظلم کرنے سے روکا جائے تا کہ وہ خدا تعالیٰ کے غضب سے بچ جائے۔

حضور نے فرمایا یہ فی الوقت ایک حقیقت ہے کہ ہماری جماعت اس وقت ظالم کو اس کے ظلم سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتی جس کے ذریعہ ہم ظالم اور مظلوم دونوں کے حقوق ادا کرسکیں۔ مگر ہم مستقل کوشش کرتے ہیں کہ ہم تمام قسم کی ظالمانہ کارروائیوں کو روکنے کے لئے آواز بلند کریں اور انصاف کی طرف لوگوں کو بلائیں ، انصاف کے اصولوں کی طرف رہنمائی کریں اور اقتدار رکھنے والوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ ساتھ ہی ہم دعاؤں کے ذریعہ مظلوم کی مدد کرتے ہیں۔

اگر حکومتیں اور بااختیار ادارے بلکہ بین الاقوامی ادارے طاقت حاصل ہونے کے باوجود امن کے قیام کے لئے مثبت کردار ادا نہیں کرتے تو بالآخر ان کی طاقت بے فائدہ ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا اگر ہم اقوام متحدہ کا جائزہ لیں تو اس کی تاریخ میں ہمیں نظر آتا ہے کہ سوائے چند ایک موقعوں کے اقوام متحدہ نے کبھی انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ اپنا کردار صحیح طور پر ادا کرنے میں ناکام ہوئی ہے۔ اور اس ناکامی کی بنیاد میں جو عناصر ہیں وہ ہیں مادیّت، مختلف گروہ بندیاں اور مختلف حلقوں میں باہمی گٹھ جوڑ، مفاد پرستی، ذاتی دشمنی اور عناد۔ ان تمام عوامل نے انصاف کی راہ میں روکیں پیدا کر دی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ وقت آئے گا جب کثیر تعداد میں لوگ انصاف کے قیام کی تمنا کریں گے۔ کیونکہ یہ وہ بنیادی سبق ہے جو بانیٔ جماعت احمدیہ نے ہمیں عطا فرمایا ہے کہ امن کا قیام بغیر انصاف کے قیام کے ممکن نہیں اور انصاف کا قیام اس وقت تک ممکن نہیں جب تک بندے اپنے خالق حقیقی سے سچا تعلق نہ قائم کرلیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بانیٔ جماعت احمدیہ نے رہنمائی فرمائی ہے کہ بعض حالات میں انسانوں کے حقوق کی ادائیگی خدا تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی سے بھی اوّلین حیثیت حاصل کر لیتی ہے۔ ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جس میں آپؐ نے بندوں کے حقوق کی ادائیگی پہلے کی اور پھر خدا تعالیٰ کے حقوق ادا فرمائے۔ مثلاً بعض موقعوں پر نماز دیر سے ادا کی گئی اور انسانی ضروریات کو پہلے پورا کرنے کا انتظام فرمایا۔

ہم احمدی یقین رکھتے ہیں کہ اس دور میں بانیٔ جماعت احمدیہ کو خداوند تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا ہے تا کہ اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں کہ:

''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کردوں''۔ (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180۔ مطبوعہ لندن)

حضور نے فرمایا اگر انسان اس چیز کا فہم حاصل کرلیں کہ انہیں خداوند تعالیٰ سے محبت کا رشتہ قائم کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نکتہ کو سمجھ لیں کہ خدا تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو اپنے بندوں سے محبت رکھتی ہے تو یہ نکات سمجھ آنے سے انسان قدرتی طور پر اپنے ذاتی معاملات سے بالاتر ہو کر دوسروں سے محبت کرنے لگے گا۔

حضور نے فرمایا کہ ایک اور بہت گہرا نکتہ جو یہاں حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگیں ختم ہو جائیں گی۔ یہ حقیقت ہے کہ نہ صرف مذہبی جنگیں ختم ہو جائیں گی بلکہ دنیا میں امن اور صلح کی بنیاد قائم ہو جائے گی۔ حضور نے فرمایا کہ امن کی حقیقی بنیاد سچائی میں ہے۔ ایسی سچائی جو دل کی گہرائیوں سے محسوس کی جاسکے۔

حضور نے فرمایا: آج کی دنیا میں مذہبی جنگیں تو دیکھنے میں نہیں آتیں مگر ایک دوسرے کے خلاف بُغض اور انتقامی کارروائیاں نظر آتی ہیں جن کا ایک دوسرے کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے ایک افسوسناک نتیجہ جو اس ہتھیاروں کے بغیر لڑی جانے والی جنگ کا دیکھنے میں آیا وہ یہ ہے کہ بعض ممالک میں اسلامی شعار کی بعض ہدایات کو جو کہ بالکل بے ضرر ہیں قانون سازی کے ذریعہ روکا جا رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ان اقدامات کے ردّعمل میں بعض مسلمان ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ اس طرح سے دونوں طرف سے سچائی کا اظہار نہیں ہوتا۔

حضور نے فرمایا کہ سچائی کے اعلیٰ معیار قومی اور بین الاقوامی سطح پر نظر نہیں آتے ۔ مثال کے طور پر آپ مشاہدہ کریں کہ کس طرح اس وقت دنیا میں ممالک کے اندر سیاسی بحران اور کشمکش بڑھتی نظر آتی ہے۔ عوام اپنے حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ۔ اس کی مثالیں اس وقت ہمیں بعض عرب ممالک اور مشرق وسطیٰ ،شمالی اور مغربی افریقہ میں نظر آرہی ہیں جہاں اندرونی خلفشار نظر آرہا ہے۔ یہ ناسازگار حالات تمام دنیا کے امن کے لئے خطرہ ہیں۔ اس وجہ سے تمام دنیا پریشانی کی حالت میں ہے ۔ بین الاقوامی ادارے، حکومتوں پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ عوام کے حقوق انہیں ملنے چاہئیں اور مطلق العنان حکّام کو روکا جائے تا کہ عوام کو ان کے حقوق مل سکیں۔

مگر حقیقی استحکام کا اظہار تو یہ چاہتا ہے کہ اگر آپ عوام کی مدد کرنا چاہتے ہیں اور انہیں جابر حکمرانوں کے ظلم سے بچانا چاہتے ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ دنیا کو بدامنی سے بچایا جائے تو پھر یہ بھی ایک ضروری امر ہے کہ عوام کو ہدایت دی جائے کہ وہ خونی مار دھاڑ اور توڑ پھوڑ سے گریز کریں جس سے ملک کی معیشت اور سالمیت کو نقصان پہنچتا ہے۔ مگر صورتحال یہ ہے کہ سچی اخلاقی قدریں اور دیانتداری کے اصولوں پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اس وجہ سے دیکھنے میں آتا ہے کہ دو ممالک میں جب ایک جیسی صورتحال کا سامنا ہو تو ایک میں تو بین الاقوامی طاقتیں حکومت کا ساتھ دیتی نظر آتی ہیں اور دوسری جگہ اس بہانے حکومتی اداروں پر میزائل داغے جاتے ہیں کہ ہم نے عوام کا ساتھ دینا ہے اور انہیں آزادی دلوانی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ اور مَیں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ذاتی مفادات کو حاصل کرنے کے لئے سچائی اور انصاف کو بار بار قربان کر دیا جاتا رہا ہے اور کیا جا رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کی طاقتور قوموں کے دہرے معیار اور ذاتی مفادات کے پیش نظر فیصلے کرنے اور کمزور ممالک کے قدرتی وسائل پر دسترس حاصل کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ صورتحال ہمیں ایک عالمی جنگ کی طرف دھکیل رہی ہے۔

حضور انور نے قرآنی آیت کے حوالہ سے دوسروں کی دولت کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنے اور اسے ہتھیانے کی مذمت کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ حسد اور دشمنی اور دولت اور مادی وسائل کو لالچ کی نظر سے دیکھنے کی وجہ سے بہت سے جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں جو انتہائی خطرناک نتائج تک پہنچ جاتے ہیں۔ گزشتہ عالمی جنگوں کی وجوہات کو غور سے دیکھیں تو یہی حسد تھا جو ان کی بنیاد بنا۔

حضور نے فرمایا کہ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں اس وقت جو خراب حالات درپیش ہیں خواہ قومی سطح پر یا بین الاقوامی سطح پر ان کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ وجہ ہے مکمل بے انصافی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس کا حل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو اور ہر صورت میں سچائی کا ظہور ہو۔

حضور نے فرمایا کہ ہم جو احمدی مسلمان ہیں ہمارا یہ دعویٰ ہے اور جو لوگ بھی ہمیں جاننے والے ہیں جنہوں نے قریب سے ہمیں دیکھا ہے وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم نہ صرف امن کا نعرہ بلند کرتے ہیں بلکہ حقیقت میں عملی اقدامات کرتے ہیں تا کہ دنیا میں رواداری، امن اور صبر و تحمل کی مثال قائم کی جائے اور اس کے ذریعہ سے اسلام کی حقیقی تعلیم کو رائج کیا جائے اور خدا تعالیٰ کی رضا کو ہر حال میں مقدم رکھا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ جب بھی ہماری جماعت کو جذباتی تکالیف پہنچائی جاتی ہیں ہم صبر اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔ جب ہمارے شہری حقوق غصب کئے جاتے ہیں ہم صبر اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔ جب ہمارے مال و اسباب لوٹ لئے جاتے ہیں تو ہم صبر اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہماری جانیں لے لی جاتی ہیں تو ہم صبر اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔

پاکستان میں ہمیں مذہبی آزادی سے محروم کر دیا گیا ہے اس کے باوجود ہم کوئی ہنگامہ خیز کارروائی نہیں کرتے نہ نظام زندگی میں کوئی رخنہ ڈالتے ہیں۔

مئی 2010ء میں 86 احمدی مسلمانوں کو اس وقت شہید کر دیا گیا جب وہ مسجد میں نماز جمعہ ادا کر رہے تھے۔ ہم نے اس دردناک سانحہ پر بھی صبر کیا۔

انڈونیشیا میں حال ہی میں ہمارے احمدی بھائیوں کو شدید بربریت کا نشانہ بنایا گیا اور نہایت ظالمانہ طریق پر شہید کیا گیا۔ اس کے جواب میں ہم نے کوئی ہنگامی کارروائی نہیں کی نہ ہی ہم نے چھُپ کر کسی پر حملہ کیا۔

ہم نے ہمیشہ اسلامی تعلیمات کی پیروی کی ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ ملکی قوانین کو اپنے ہاتھ میں مت لو اور مُلکی مفاد کو ہمیشہ مقدم رکھو اور کبھی تخریبی کارروائیاں نہ کرو کیونکہ یہ تقاضا ہے جذبہ ٔحُبّ الوطنی کا۔

دنیا میں جہاں کہیں بھی احمدی رہائش پذیر ہیں چاہے ان کی قومیت کوئی بھی ہو، خواہ وہ ایشین ہوں یا افریقن، عرب ہوں یا یورپین یا امریکن ان کا ردّ عمل ہمیشہ ایک ہی ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے وہ ہمیشہ ہر قسم کی منفی کارروائیوں سے دُور رہتے ہیں۔ اور صرف ایک یہی ذریعہ ہے جو دنیا کو تباہی سے بچائے گا اور مزید برآں یہی جذبہ دنیا کے امن واستحکام کی ضمانت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج دنیا کو شدّت سے اس امر کی ضرورت ہے کہ انسان اپنے خالق حقیقی کا چہرہ پہچانے اور اس کی پیدا کردہ مخلوق کے حقوق ادا کرے۔

دنیا میں انسانوں کو صرف اپنے حقوق حاصل کرنے کی طرف توجہ نہیں ہونی چاہئے بلکہ اپنے اوپر عائد ہونے والے فرائض کا خیال بھی رکھنا چاہئے اور دوسرے انسانوں کی بھلائی کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔

یہ وہ اصول ہے جسے انفرادی طور پر ہر شخص کو اپنانا چاہئے۔ ہر مُلک کو اپنانا چاہئے اور بین الاقوامی سطح پر بھی اسے اپنانا چاہئے۔ اس اُصول کو قومی لیڈر بھی اپنائیں اور تمام بڑے ممالک بھی۔ بغیر اس اصول کو عملی جامہ پہنائے جو بھی اقدام کئے جائیں گے ان کا وقتی طور پر تو کچھ اثر ہو سکتا ہے مگر وہ مستقل امن کے قیام کی ضمانت نہیں بن سکتے۔

حضور نے فرمایا: میری دعا ہے کہ قیام امن کی تمنّا جو آپ رکھتے ہیں اور مَیں رکھتا ہوں وہ جلد دنیا کو نصیب ہو جائے۔

آخر پر حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی۔ بعد ازاں تمام مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

۞۞۞۞۞۞۞

مکرم بشیر احمد صاحب اختر، جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ برطانیہ نے اس امن کانفرنس کے متعلق مختلف معلومات دیتے ہوئے بتایا کہ اس کانفرنس میں ایک ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔ مہمانوں کی تعداد پانچ سو سے زائد تھی۔ مستورات کے لئے بیٹھنے کا انتظام ناصر ہال میں اور مردوں کا طاہر ہال میں کیا گیا تھا۔ ہر دو ہال نہایت اچھے طریق سے مزین کئے گئے تھے۔ اس پیس کانفرنس کا ماٹو Challenging Intolerance تھا۔ تمام انتظامات اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہے۔ کارکنان نے بڑی محنت اور لگن سے خدمت سرانجام دی۔ مہمانان کرام کی آمد شام پانچ بجے شروع ہو گئی تھی اور یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ مہمانوں کی خاطر تواضع مشروبات سے کی گئی۔ بعدہٗ معزز مہمانوں کو بیت الفتوح میں دفاتر، لائبریری، نمائش ہال ایریا اور آخر میں مسجد کی زیارت کروائی گئی۔ نیز جماعت احمدیہ کے تعارف پر مختصر فلم دکھائی گئی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سات بجکر دس منٹ پر ہال میں تشریف لائے تو سب مہمانوں نے کھڑے ہو کر حضور انور کا استقبال کیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب نے کی اور اسکا انگریزی ترجمہ جامعہ احمدیہ کے طالب علم مکرم عبد اللہ ڈیبا صاحب نے پیش کیا۔

حضور انور کے خطاب کے بعد تمام معزز مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور بہت سے مہمانوں سے حضور انور نے خود ان کے پاس جا کر انہیں ملاقات کا شرف بخشا۔ مہمانوں نے حضور کے خطاب کو بہت سراہا۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ پریس اور میڈیا کے افراد نے آفتاب خان لائبریری میں ملاقات کی جس میں مختلف امور خصوصاً پاکستان اور عرب ممالک کے موجودہ حالات کے بارہ میں بات ہوئی۔ نیز British Armed Forces کی ایک ٹیم نے بھی حضور انور سے ملاقات کی۔

روزنامہ جنگ لندن بتاریخ 28/ مارچ 2011ء نے بھی پیس کانفرنس کے بارہ میں آرٹیکل شائع کیا جس میں حضور انور کی تقریر کا پیغام جلی الفاظ کے ساتھ دیا۔ نیز انہوں نے حضور انور اور اسٹیج کی تصویر بھی دی جس میں حضور مہمانان کرام سے خطاب فرما رہے تھے۔ اس کے علاوہ اخبار نیشن، یوکے ٹائمز اور اوصاف اخبار نے بھی پیس کانفرنس کے بارہ میں آرٹیکل پیش کئے۔ پیس کانفرنس میں 30 کے قریب میڈیا کے نمائندگان موجود تھے۔ پیس کانفرنس کے بارہ میں بہت سارے مہمانوں نے email پر اپنے اپنے تأثرات لکھ کر بھیجے۔ انہوں نے حضور انور کی تقریر کو بہت اچھے الفاظ میں سراہا اور ہر سال ایسی امن کانفرنس منعقد کرنے پر جماعت احمدیہ کو مبارکباد پیش کی۔

۞۞۞۞۞۞

حضرت سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی یاد میں

(آپ کے فرزند محترم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ (پاکستان) کا منظوم کلام)

وہ شخص جو میرا سب کچھ تھا وہ مجھ سے ناطہ توڑ گیا
دنیا کے گھور اندھیروں میں وہ مجھ کو تنہا چھوڑ گیا
وہ کون سی مجھ سے ہوئی خطا کس بات پہ مجھ سے روٹھ گیا
جو داغِ جدائی دے کے مجھے یوں رخ بھی اپنا موڑ گیا
مَیں کتنی محبت کرتا ہوں اے کاش یہ وہ بھی جان سکے
جو دُور سفر پہ چلا گیا اور یادیں اپنی چھوڑ گیا
خاموش طبع میرے ابّا تھے جو دل میں باتیں کرتے تھے
وہ یاد بھی اس کو کرتے تھے جو راہ میں ان کو چھوڑ گیا
پردیس میں اپنی آنکھ کے تارے اپنی پیاری بیٹی سے
ملن کی دل میں آس لئے وہ آج یہ دنیا چھوڑ گیا
دن رات دعائیں کرتا تھا وہ عجز و ہمت کا پیکر
وہ دوسری قدرت کا عاشق انمول خزانے چھوڑ گیا
داؤد تھا وہ درویش صفت جو آج مظفر بن کے گیا
مولیٰ کے بلاوے پہ ہم کو دنیا میں فسُردہ چھوڑ گیا
وہ ''شاہ جیؓ۞'' کا جو پوتا تھا اور نواسہ حضرتِ سرورؓ۞ کا
سب توڑ کے بندھن دنیا کے اسلاف سے رشتہ جوڑ گیا
سکھلائی ہے تُو نے اے مالک خود رحمت و بخشش کی جو دعا
اس شخص کے حق میں کرتے ہیں جو تجھ سے ناطہ جوڑ گیا

۞ حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ۔
۞ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ۔

تعمیر مساجد فنڈ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 1952ء میں تعمیر مساجد فنڈ کی ایک مد جاری فرمائی تھی جس میں جماعت کے ہر طبقہ کو حصہ لینے کی تحریک فرمائی تھی۔ اب چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکناف عالم میں مساجد کی تعمیر کا سلسلہ تیز ہو گیا ہے اس مد کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعمیر مساجد ممالک بیرون کی یاد دہانی کے سلسلہ میں خطبہ جمعہ 11/نومبر 2005ء میں فرمایا:

''اس ضمن میں مجھے یاد آیا کہ ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک مد مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی''۔

مذکورہ خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ نے بچوں کو خصوصی طور پر مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے تو عموماً اس خوشی کے موقعہ پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندے دیتے تھے''۔

پھر فرمایا: ''اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں، ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مدّ میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اس بارے میں اپنے بچوں کی تربیت کریں''۔

قائم شدہ
1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

اٹلی کے شہر Turin میں کیتھولک چرچ کی لائبریری کو قرآن مجید کی پانچ جلدوں میں انگریزی تفسیر اور تفسیر کبیر کے عربی ترجمہ کا قیمتی تحفہ

(رپورٹ: عبدالفاطر ملک۔ صدر جماعت اٹلی)

احباب کو یاد ہوگا کہ گزشتہ سال جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اٹلی کے تاریخی دورہ پر یہاں تشریف لائے تو آپ Turin کے شہر میں کفن مسیح دیکھنے کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ اس تاریخی موقع پر کفن مسیح کی نمائش کے ڈائریکٹر Monsignor Ghiberti کی پیشکش پر حضور انور قریب ہی واقع Catholic church کی ایک لائبریری دیکھنے گئے اور اس موقع پر حضور انور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس لائبریری کے لئے تفسیر کبیر کا عربی ترجمہ اور انگلش میں Five volume Commentary کا تحفہ پیش کیا جائے۔

حضور انور کے اس ارشاد کی تعمیل میں مورخہ 2/ مارچ 2011ء کو قرآن مجید کے یہ نسخے اس لائبریری کو پیش کئے گئے۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ اٹلی کی نمائندگی مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ سوئٹزرلینڈ و اٹلی، خاکسار ملک عبد الفاطر (صدر جماعت احمدیہ اٹلی)، مکرم بشیر الدین توماسی صاحب (سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ اٹلی)، مکرم داؤد احمد صاحب، مکرم سعید آزگو صاحب (سیکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ اٹلی) اور مکرم عبدالرحمٰن صاحب جو کہ عرب دوست ہیں اور Turin میں رہائش رکھتے ہیں نے کی۔ ان کے علاوہ مکرم وسیم شاہ صاحب آف Zurich بھی موجود تھے۔ قرآن مجید کی تفاسیر کا یہ بیش قیمت تحفہ قبول کرنے کے لئے Monsignor Ghiberti (جو کہ کفن مسیح کی نمائش کے ڈائریکٹر ہیں اور جن کو حضور کے سفر اٹلی کے دوران حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا) کے علاوہ Don Andrea Pacini (جو کہ اسلام کا مطالعہ رکھتے ہیں اور حضور سے ملاقات کے خواہشمند تھے لیکن کفن مسیح کی نمائش کے علاوہ دیگر مصروفیات کی وجہ سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں کر سکے تھے) اور Don Alberto Piola (جو کہ اس لائبریری کے ڈائریکٹر ہیں) موجود تھے۔

پہلے سے طے شدہ وقت کے مطابق ہم سب بعد دوپہر ساڑھے چار بجے لائبریری میں پہنچے تو لائبریری کے ڈائریکٹر Don Alberto Piola نے لائبریری سے باہر ہی ہمیں خوش آمدید کہا اور پھر چند لمحے بعد Don Andrea Pacini بھی وہاں آ گئے۔ خاکسار نے Monsignor Ghiberti کے بارہ میں دریافت کیا تو Don Alberto Piola نے بتایا کہ ان کو تو آپ لوگوں سے ملنے کا اتنا شوق ہے کہ وہ قریباً دو گھنٹے پہلے یہاں آ گئے تھے۔ اس دوران وہ بذات خود بھی تشریف لے آئے اور اپنے مخصوص دھیمے مگر پیار بھرے لہجے میں ہم سب کو سلام کیا اور ہمیں لائبریری کے اندر Main Hall میں سے گزر کر پیچھے واقع ایک دفتر میں لے گئے۔ اس دوران Don Andrea Pacini نے دریافت کیا کہ کیا آپ سب دوست احمدی ہیں اور کن ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو بتایا گیا کہ جی ہم سب اللہ کے فضل سے احمدی ہیں اور پاکستان، گھانا، مصر اور مراکش سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس چھوٹے سے گروپ میں اتنی قومیتوں کے ہونے کو سراہا اور حیرت کا اظہار کیا۔ دفتر میں پہنچنے پر انہوں نے پوچھا کہ اٹلی میں احمدیوں کی کتنی تعداد ہے۔ ان کو بتایا گیا کہ الحمدللہ اب تجنید پانچ سو سے تجاوز کر چکی ہے اور اس تعداد میں دس سے زیادہ قومیتیں شامل ہیں۔

Don Alberto Piola نے پوچھا بتائیے آج آپ ہمارے لئے کیا تحفہ لے کر آئے ہیں۔ ان کو بتایا گیا کہ اس لائبریری کے لئے قرآن مجید کی پانچ جلدوں میں انگریزی تفسیر اور اسی طرح اس کی تفسیر کبیر کا عربی ترجمہ تحفہ کے طور پر لے کر آئے ہیں۔

Monsignor Ghiberti نے لائبریری میں موجود قرآن مجید کے اطالوی زبان میں ترجمہ کا ایک نسخہ دکھاتے ہوئے کہا کہ اب تک تو ہمارے پاس صرف یہ ترجمہ تھا لیکن یہ ترجمہ کسی اطالوی Publisher کا شائع شدہ ہے اور عربی عبارت کے بغیر ہے۔ آپ کے اس تحفہ سے ہماری لائبریری کو بہت فائدہ ہوگا۔

خاکسار نے ذکر کیا کہ حضور انور کی تشریف آوری پر اٹلی میں اور خصوصاً Turin میں عزت افزائی سے ہم سب بہت متاثر ہوئے۔ اس پر Don Andrea Pacini نے کہا کہ مجھے یہ احساس نہیں تھا کہ آپ کے خلیفۂ وقت تشریف لائے تھے اور مجھے افسوس ہے کہ میں نے ان سے ملاقات کے اس موقع کو کھو دیا (جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے Don Andrea Pacini حضور انور کے ساتھ ملاقات کے خواہشمند تھے لیکن آخری وقت پر کفن مسیح کی نمائش کے علاوہ دیگر مصروفیات کی وجہ سے اس شرف سے محروم رہے)۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ آپ کو اور آپ کے خلیفۂ وقت کو کفن مسیح دیکھنے کی خواہش کیسے ہوئی۔ اس پر مکرم صداقت احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں عقیدہ کا مفصل ذکر کیا اور بتایا کہ اس ناطے سے ہم کفن مسیح کو ایک اہم اور مقدس کپڑا سمجھتے ہیں۔ نیز یہ بھی بتایا کہ حضور انور کا اٹلی میں عین ان ایام میں تشریف لانا ایک قدرتی امر تھا۔ یہ نہیں کہ planning کے ساتھ ان ایام میں تشریف لائے۔ Don Andrea Pacini نے بتایا کہ میں سرینگر میں حضرت عیسیٰؑ کی قبر جس کا آپ نے ذکر کیا ہے دیکھنے گیا تھا۔

مربی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو پیش فرمایا اور غلط عقائد کی تصحیح فرمائی۔ خاص طور پر جہاد کے حقیقی تصور کے بارہ میں انہیں تفصیل سے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم پرامن اسلامی تعلیم کے داعی ہیں اور اسلام کے نام پر ہر قسم کی انتہاپسندی اور دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں اور مسلمانوں کے اندر انتہاپسند قوتیں اس جماعت کو اپنے مقاصد کے حصول میں ایک رکاوٹ سمجھتی ہیں۔ Don Andrea Pacini نے اس پر پاکستان میں برداشت اور رواداری کے فقدان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج صبح پاکستان میں اقلیتی امور کے وزیر کے قتل کی خبر آئی ہے۔ اس پر مکرم مربی صاحب نے پاکستان میں حالیہ صورتحال اور اس کے محرکات کا تفصیل سے ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح جماعت کو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ 28 مئی 2010ء کو جمعہ کی نماز کے وقت لاہور میں جماعت کی مساجد پر حملے اور شہادتوں کا ذکر بھی کیا۔ اور ان حالات میں جماعت کے صبر اور امن پسندی کی تعلیم کے پرچار کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہی ہمارا جہاد ہے جو کہ حقیقی جہاد ہے۔

Don Andrea Pacini کے دریافت کرنے پر مکرم مربی صاحب نے دوسرے مسلمان ممالک مثلاً بنگلہ دیش، انڈونیشیا وغیرہ میں جماعت کی مخالفت کے بارہ میں بھی بتایا۔

Monsignor Ghiberti نے حضور کے ساتھ ملاقات کو یاد کرتے ہوئے بہت اچھے الفاظ میں ذکر کیا۔ آخر میں بطور یادگار تصویریں لی گئیں اور یوں نہایت پروقار اور مثبت ماحول میں یہ تقریب قریباً ایک گھنٹہ بیس منٹ بعد اختتام کو پہنچی۔ الحمدللہ۔

✡✡✡✡✡✡

بقیہ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے
از صفحہ 13

پس یہ سب تعریفیں نامکمل ہیں اور صداقت ان کے ملانے سے پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نیکی بدی کی یہ تعریف کی ہے کہ حُسنِ ازلی اور حُسنِ اکمل یعنی خدا تعالیٰ کی صفات کی موافقت پیدا کرنا نیکی ہے۔ اور اس کی مخالفت یعنی خدا تعالیٰ کی صفات کے خلاف کوئی کام کرنا برائی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ یہودیت، مسیحیت اور اسلام کا اتفاق ہے خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے یعنی ظلّی طور پر اپنی صفات کی چادر اسے پہنائی ہے اور اپنی صفات کا مظہر بننے کی اسے طاقت دی ہے اور اس غرض سے اسے پیدا کیا ہے۔ گویا انسان تصویر ہے خدا کی اور خدا تعالیٰ اصل ہے۔ اب یہ امر ظاہر ہے تصویر کا حسن یہی ہوتا ہے کہ وہ اصل کے مطابق ہو۔ اور اس کا عیب یہ ہے کہ اصل کے خلاف ہو۔ پس انسان جو عمل ایسا کرتا ہے جو اسے خدا کی صفات کے موافق بناتا ہے وہ نیکی ہے اور جو عمل ایسا کرتا ہے جو اسے خدا تعالیٰ کی صفات سے دور لے جاتا ہے وہ بدی ہے۔ کیونکہ اس طرح گویا وہ تصویر کو بگاڑ رہا ہوتا ہے جس کے بنانے کے لئے وہ بنایا گیا ہے۔ اس مناسبت کی وجہ سے جو انسان اور خدا میں ہے اصل منبع اور مبدأ خدا ہے۔ پس جب انسان درحقیقت ایک تصویر ہے تو لازماً اصل کی مطابقت حسن ہے اور اس کی مخالفت عیب۔ یا دوسرے لفظوں میں مطابقت نیکی ہے اور مخالفت بدی۔ اب چونکہ انسان کو مخفی طاقتوں کے ساتھ محدود دائرہ میں خدا تعالیٰ کی صفات سے مشابہ ہی پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے فطرتاً اسے خدا تعالیٰ کی صفات کے مطابق اعمال سے مناسبت اور مخالف اعمال سے نفرت ہونی چاہئے۔ پس فطری انقباض اور رغبت نیکی بدی کا پتہ دینے والے ہوں گے۔ اسی طرح اصل کے خلاف چلنے سے نقصان پہنچتا ہے اور مطابق چلنے سے حسن پیدا ہوتا ہے اس لئے لازماً نیکی کا نتیجہ نیک اور لازماً بدیوں کے نتائج بد نکلتے ہیں۔ تیسرا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ بالارادہ ہستی ہے اور انسان کا کمال بھی یہی ہے کہ بالارادہ کام کرے۔ پس گناہ اور نیکی ایک حد تک ارادہ سے بھی وابستہ ہو جائیں گے۔

لیکن باوجود ان تینوں باتوں کو تسلیم کر لینے کے اس امر کے تسلیم کرنے میں بھی کوئی عذر نہیں ہو سکتا کہ انسان بیرونی اثرات اور عادات کی وجہ سے اپنی عقل اور فطرت کے صحیح استعمال سے بسا اوقات معذور ہو جاتا ہے۔ پس ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تحریری ہدایات بھی ملیں کہ اس اس عمل سے حسنِ ازلی کے مطابقت پیدا ہوگی اور اِس اِس طرح اس کی مخالفت ہوگی۔ اور اسی کا نام شریعت ہے۔ پس اس لحاظ سے شریعت کے مطابق کام کرنے کا نام نیکی ہوا اور اس کے خلاف کام کرنے کا نام بدی۔ پس صحیح تعریف نیکی اور بدی کی وہی ہے جو اوپر کی چاروں باتوں کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اشارہ کرتی ہے۔

(باقی آئندہ)

مریم شادی فنڈ

✡ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ ''مریم شادی فنڈ'' ہے۔

مورخہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔''

(الفضل 6 مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہو سکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ

بقیہ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے
از صفحہ2

ہے مگر ایک دن اس کی بیوی سے لڑائی ہو جائے اور وہ گھر سے غصہ میں بھرا ہوا نکلے تو سبق سننے کے وقت ذرا سی غلطی کرنے پر سزا دے دے گا۔ پس ظاہر ہے کہ موجودہ حالات کا بھی انسان کے اعمال پر اثر پڑتا ہے۔

غرض بہت سے امور ہیں جو انسان کے اعمال پر اثر ڈالتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا کہ صرف ورثہ ہی ایک چیز نہیں کہ جو انسان پر تاثیر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اور اشیاء بھی ہیں اور جب یہ ثابت ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ اگر ورثہ کا گناہ کفّارہ سے دور ہو سکتا ہے تو باقی گناہ کس طرح سے دور ہوں گے؟

پھر آپ نے بتایا کہ اصل میں سب اقوام کو یہ دھوکا لگ گیا ہے کہ انسان کی فطرت گناہگار ہے۔ کسی کو ورثہ کے گناہ کی تھیوری سے، کسی کو پرانے کرم کی وجہ سے، کسی کو خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفاً۔ (النسآء: 29) کی آیت سے، کسی کو تقدیر ازلی کے خیال سے یہ وسوسہ پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ باوجود ورثہ تربیت وغیرہ کے اثرات کے انسانی فطرت نیکی پر پیدا کی گئی ہے۔ فطرت میں عیب سے انقباض اور نیکی کی رغبت رکھی گئی ہے۔ باقی سب زنگ ہوتے ہیں جو اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ بدکار لوگ بھی نیکیاں زیادہ کرتے ہیں۔ ایک آدمی جسے جھوٹا کہا جاتا ہے اگر وہ کئی جھوٹ دن میں بولے گا تو ان سے کہیں زیادہ وہ سچ بولے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ سب بدیوں کی جڑ یہ ہے کہ انسان کے دل میں پاکیزگی کی امید کو نکال دیا گیا ہے اور اسے خود اس کی نظروں میں گرا دیا گیا ہے۔ انسان کو ازلی شقی کہہ کہہ کر ایسا ہی بنا دیا گیا ہے۔ کسی لڑکے کو یونہی جھوٹا کہنے لگ جاؤ، کچھ عرصہ کے بعد وہ سچ مچ جھوٹ بولنے لگ جائے گا۔ آپ نے بتایا کہ انسان کو حقیقتاً نیک بنایا گیا ہے۔ بدی صرف زنگ ہے۔ جس دھات سے وہ بنا ہے وہ نیکی ہے۔ اسے اس حقیقت سے آگاہ کرنا چاہئے تا کہ اس میں دلیری پیدا ہو اور مایوسی دور ہو۔ اسے اس کے پاک مبدأ کی طرف توجہ دلاؤ۔ اس طرح وہ خود بخود نیکی کی طرف مائل ہوتا چلا جائے گا۔

(2) دوسری دلیل دوسرے مذاہب کی تھیوریوں کے ردّ میں آپؑ نے یہ پیش کی کہ گناہ اس فعل کو کہتے ہیں جو دیدہ و دانستہ ہو۔ جو دیدہ و دانستہ نہ ہو بلکہ جبر سے ہو وہ اس حد تک کہ جبر ہو گناہ نہیں ہوتا۔ مثلاً بچہ کا ہاتھ پکڑ کر ماں کے منہ پر تھپڑ مارا جائے تو کیا ماں بچہ کو مارے گی؟ پس فرمایا کہ ورثہ کے گناہ سے اگر انسان بچ نہیں سکتا تو وہ گناہ نہیں۔ عادت کے گناہ سے اگر انسان بچ نہیں سکتا تو وہ گناہ نہیں۔ تعلیم و تربیت کا اگر اس پر ایسا اثر ہے کہ طبعی طور پر اس کا گناہ سے بچنا ناممکن ہے تو وہ گناہ نہیں۔ اگر طبعی کمزوریاں ایسی ہیں کہ خواہ وہ کچھ کرے ان سے نکل نہیں سکتا تو وہ گناہ نہیں۔ پس اگر اس حد تک روک ہے کہ انسان اسے دور نہ کر سکے تو گناہ نہیں۔ اور اگر ایسا نہیں تو معلوم ہوا کہ انسان ان سے بچ سکتا ہے۔ اور اگر اس سے بچ سکتا ہے تو پھر طبعی ذرائع کو چھوڑ کر نئے طریقے جیسے کفارہ یا تناسخ ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور جس حد تک انسان مجبور ہے اُسی حد تک انسان کو معذور اور اس کی وجہ سے بے گناہ تسلیم کرنا ہوگا اور اس حد تک اس کو سزا سے آزاد سمجھنا پڑے گا۔ پس پھر بھی کسی کفارہ یا تناسخ کی ضرورت نہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کہہ کر کہ گناہ وہ ہے جو جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے کیا جائے گناہ کی تھیوری ہی بدل دی ہے اور اس وجہ سے قرآن کریم نے جزائے اعمال کے متعلق مندرجہ ذیل اصول کو مدنظر رکھا ہے۔

(1) اوّل اس نے وزن پر خاص زور دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ انسانی اعمال کے متعلق یہ لحاظ رکھے گا کہ ان میں کہاں تک جبر یا اختیار کا دخل ہے۔

(2) دوسرے اس نے اللہ تعالیٰ کے مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (الفاتحہ: 4) ہونے پر زور دیا ہے۔ یعنی اس نے حقیقی جزا سزا کو کسی اور کے سپرد نہیں کیا۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہے۔ اگر جزا و سزا اوروں کے سپرد ہوتی تو وہ انسانی اعمال کے پیچھے جو جبر کا حصہ ہے اس کا خیال نہ رکھ سکتے اور ان اعمال کے بدلہ میں انسان کو گنہگار قرار دے دیتے جن کے کرنے میں وہ گنہگار نہیں یا پورا گناہگار نہیں۔ اور ان اعمال کے بدلہ میں اسے نیک قرار دے دیتے جن کے کرنے سے وہ نیک نہیں ہوتا یا پورا نیک نہیں ہوتا۔

لطیفہ:۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ انسانی اعمال کے پیچھے اس قدر علّتیں اور روکیں ہیں کہ ان کو سمجھے بغیر جزا سزا ظلم بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یَوْمِ الدِّیْنِ کے متعلق اپنے لئے مالکیّت کا لفظ پسند فرمایا ہے۔ کیونکہ مالکیّت حقیقی تصرف کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ ملکیّت ہوسکتی ہے۔ مُلک منتخب ہوسکتا ہے مگر مالک نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس جگہ مَالِکُمْ یَوْمِ الدِّیْنِ بھی نہیں فرمایا۔ بلکہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ فرما کر اس امر پر زور دیا ہے کہ اس جگہ تمہاری مالکیّت پر اس قدر زور دینا مقصود نہیں جس قدر کہ اس دن کی مالکیّت پر زور دینا مقصود ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ اس وقت کا وہ مالک ہوگا۔ اور کہ اس وقت کا وہ مالک ہے۔ کوئی چیز اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہے گی۔

ایک اور آیت بھی اس مضمون کی تائید کرنے والی ہے اور وہ یہ ہے وَلَوْیُؤَاخِذُاللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ (سورۃ الفاطر:46) یعنی اگر خدا تعالیٰ انسان کو اس کے اعمال پر سزا دینے لگے تو کوئی جانور بھی زمین پر نہ چھوڑے۔ یعنی انسان سے بہت سے فعل ایسے صادر ہوتے رہتے ہیں جو خلاف شریعت ہوتے ہیں یا جن میں نفسانیت وغیرہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ ہر عمل کی سزا نہیں دیتا بلکہ صرف ان اعمال کی سزا دیتا ہے جن میں انسان کا اختیار ہوتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس آیت میں مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ فرمایا ہے۔ یعنی اگر انسان کے تمام اعمال پر سزا دیتا تو دنیا پر کوئی جانور بھی نہ چھوڑتا۔ اس پر طبعاً سوال ہوتا ہے کہ جزا انسانوں کے اعمال کی دیتا تو جانور کیوں تباہ ہو جاتے؟ انسانوں کے مقدروں پر دوّاب کو کیوں سزا ملتی۔ مفسرین اس سوال کا جواب یہ دیتے ہیں کہ چونکہ جانور انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے جب انسان تباہ کر دیئے جاتے تو جانور بھی تباہ کر دیئے جاتے۔ یہ جواب بھی گو صحیح ہو مگر میرے نزدیک اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان کے اعمال کا کچھ حصہ اسی طرح جبری ہوتا ہے جس طرح حیوانوں، گائے بھینسوں کا ہوتا ہے۔ پس اگر انسان کے سارے اعمال کی سزا دی جائے تو لازماً گائے بیلوں وَغَیْرَ ھُمَا کو بھی سزا دینی ہوتی اور سب حیوانات کو تباہ کر دیا جاتا۔ مگر ہم ایسا نہیں کرتے اور جانوروں کو ان کے اعمال کی اس وجہ سے کہ وہ اختیاری نہیں ہوتے سزا نہیں دیتے۔ اسی طرح ہم انسان کے سب اعمال کی بھی سزا نہیں دیتے، صرف ان اعمال کی سزا دیتے ہیں جو اختیاری ہوتے ہیں۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ جس حد تک انسان پر جبر ہوتا ہے اس کا کیا علاج ہے؟ یا وہ بے علاج ہے؟ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیا ہے کہ اس کا بھی علاج ہے اور وہ یہ کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے خوف اور محبت کے جذبات بہ شدت پیدا کئے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے وہ اپنی مجبوریوں پر بھی غالب آجاتا ہے۔ مثلاً بھیڑیئے میں کاٹنے کا مادہ ہے، مگر محبت اسے مجبور کرتی ہے کہ اپنے بچے کو نہ کاٹے۔ گویا محبت اس کے کاٹنے کے جذبہ پر غالب آجاتی ہے۔ یا جہاں آگ جل رہی ہو وہاں چیتا حملہ نہیں کرتا کیونکہ اسے اپنی جان کا خوف ہوتا ہے۔ چیتے کا طبعی تقاضا ہے کہ حملہ کرے مگر خوف اس کے اس تقاضا پر غالب آجاتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان کی محبت اور خوف کے جذبات کو ابھار دیا جائے تو وہ ان بد تاثیرات پر جو اس کے اعمال پر تصرف کر رہی ہوتی ہیں، غالب آجاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے فضل سے سامان پیدا کئے ہیں اور وہ وقتاً فوقتاً دنیا میں اپنے مامور بھیجتا رہتا ہے اور ان کے ذریعہ سے اپنی قدرت اور اپنے جلال اور اپنے فضل اور اپنی رحمت کی شان دکھاتا رہتا ہے تا کہ لوگوں میں کامل محبت اور کامل خوف پیدا کیا جائے۔ اس طرح جو لوگ محبت کا جذبہ زیادہ رکھتے ہیں وہ ان نشانات اور تجلیات سے محبت میں ترقی کر کے برے اثرات پر غالب آجاتے ہیں اور پاک ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ خوف کے جذبہ سے زیادہ موافقت رکھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیات سے متأثر ہو کر خوف کی وجہ سے برے اثرات پر غالب آجاتے ہیں اور اس ذریعہ سے بیرونی اثرات جو ایک رنگ کا جبر کر رہے تھے، ان سے انسان محفوظ کر دیا جاتا ہے اور اصلاح نفس میں اسے مدد مل جاتی ہے۔

نیکی اور بدی کی تعریف

اس جگہ طبعاً یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ نیکی بدی کیا چیز ہیں۔ اور اصلاح نفس کس چیز کا نام ہے؟ اس سوال کا جواب مختلف لوگوں نے مختلف طرح دیا ہے۔

(1) بعض نے کہا ہے کہ جو چیز بُری معلوم ہو وہ بُری ہے اور جو اچھی معلوم ہو وہ اچھی ہے۔ یہ جواب چونکہ انسان کے خیال سے تعلق رکھتا ہے اس کے ماتحت ہمیں کہنا پڑے گا کہ ایک ہندو جو بت پرستی کو اچھا سمجھتا ہے، اگر وہ بت پرستی کرے تو اس کا یہ فعل اچھا سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر یہی فعل ایک مسلمان کرے تو بُرا سمجھا جائے گا۔

(2) بعض نے کہا ہے کہ جو بات بحیثیت مجموعی اس شخص کے لئے یا دنیا کے لئے اچھی ہو وہ اچھی ہے اور جو اس لحاظ سے بُری ہو، وہ بری ہے۔

پہلی رائے پر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ اگر کوئی قتل کو اچھا سمجھ کر کسی کو قتل کرے تو کیا اس کا یہ فعل نیکی ہوگا؟ یا کوئی شخص زنا کرتا ہے اور اسے جائز سمجھتا ہے تو کیا یہ اس کے لئے نیکی ہو جائے گا؟

دوسری رائے پر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز بحیثیت مجموعی اچھی ہو یا بُری ہو، وہ نیکی یا بدی ہوگی۔ اس حیثیت مجموعی کے معلوم کرنے کا ذریعہ کیا ہوگا؟ انسان تو اپنے گرد و پیش کی حالت کو بھی پوری طرح نہیں سمجھتا۔ وہ بحیثیت مجموعی کا پتہ کس طرح لگائے گا؟ اور جس چیز کا علم ہی انسان کو نہیں ہوسکتا اس سے وہ فائدہ کس طرح اٹھا سکتا ہے؟

(3) تیسری رائے یہ ہے کہ جس بات سے فطرت انسانی انقباض کرے، وہ بُرائی ہے اور جس بات کی طرف رغبت کرے وہ نیکی ہے۔ ساری قومیں جھوٹ سے نفرت کرتی ہیں یہ بُرائی ہے۔ اور ساری قومیں صدقہ اور خیرات سے رغبت رکھتی ہیں یہ نیکی ہے۔ مگر اس پر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ انسانی رغبت یا نفرت کا تو عادت سے بھی تعلق ہوتا ہے۔ ایک ہندو گائے کے ذبح کرنے سے سخت نفرت کے جذبات سے بھر جاتا ہے اور مسلمان اس فعل کی طرف رغبت رکھتا ہے۔ پس اس اصل کے ماتحت نیکی اور بدی کا فیصلہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

(4) چوتھا خیال یہ ہے کہ جس امر سے شریعت روکے وہ بدی ہے اور جس کی اجازت دے وہ نیکی ہے۔ اس خیال پر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ اگر یہ بات درست ہے تو معلوم ہوا کہ شریعت بدی سے روکتی نہیں بلکہ بدی پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ اگر بدی کا الگ وجود کوئی نہیں شریعت کے روکنے کی وجہ سے وہ بدی بنی ہے تو گویا شریعت اس لئے نہیں آتی کہ بدی سے روکے بلکہ چونکہ اس نے بعض افعال سے روکا ہے اس لئے وہ بدی بن گئے۔ پس گویا بدی کا دروازہ شریعت نے کھولا ہے۔ مسیحی مذہب کا یہی نقطہ نگاہ ہے اور اسی وجہ سے اس نے شریعت کو لعنت قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ نیکی اور بدی کے متعلق لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان سب باتوں کو تسلیم کیا ہے اور سب کو رد بھی کیا ہے۔ گویا ان سب خیالات میں صداقت کا ایک ایک حصہ بیان ہوا ہے۔ آپ کی تعلیم پر غور کر کے ہم اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ یہ خیال بھی درست ہے کہ نیکی اور بدی کا بہت کچھ تعلق نیت کے ساتھ بھی ہے۔ مگر صرف نیت پر ہی نیکی اور بدی کا انحصار نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک شخص جو کسی اچھے فعل کو خلاف شریعت سمجھتا ہے مگر کر لیتا ہے تو خواہ وہ فعل اچھا ہو پھر بھی گناہگار ہوگا کیونکہ اس نے اسے گناہ سمجھ کر کیا ہے اور خدا تعالیٰ کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح مثلاً ایک برے کام کو انسان اچھا سمجھ لیتا ہے تو بعض اوقات وہ بدی کا مرتکب نہیں قرار دیا جاتا۔ مثلاً غلطی سے اپنے ایک دوست کو ایسا کھانا کھلا دے جو اس کے لئے مضر ہو تو گو یہ فعل برا ہو مگر اس کی طرف بدی نہیں بلکہ نیکی ہی منسوب ہوگی کہ اس نے دوسرے کے فائدہ کو ہی مدنظر رکھ کر وہ فعل کیا تھا۔

دوسری تعریف بھی ایک حد تک درست ہے کیونکہ نیکیاں یا بدیاں اپنے اُس نتیجہ کے مطابق نیکیاں یا بدیاں بنتی ہیں جو بہ حیثیت مجموعی پیدا ہوتا ہے مگر یہ تعریف ہمیں فائدہ نہیں دے سکتی۔ کیونکہ علاوہ اس کے کہ اس دنیا کے فوائد یا نقصانات کو بھی انسان پوری طرح نہیں سمجھ سکتا، بعض کاموں کے نتائج یا بعض حصے نتائج کے اگلی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا اندازہ کرنا انسان کے لئے ناممکن ہے۔ پس اس تعریف کی مدد سے ہم خود کسی کام کو نیک اور کسی کام کو بد نہیں قرار دے سکتے۔

تیسری تعریف کہ جس سے انسانی فطرت انقباض کرے وہ برائی ہے اور جس کی طرف رغبت کرے وہ نیکی ہے۔ یہ بھی صحیح ہے لیکن فطرت انسانی دوسرے اثرات یعنی عادات وغیرہ کے ماتحت کبھی خراب بھی ہو جاتی ہے۔ پس دقّت یہ ہے کہ فطرت کا صحیح میلان کس طرح معلوم ہو اور جب تک صحیح میلان فطرت کا معلوم نہ ہو سکے اس تعریف سے بھی ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

چوتھی تعریف کہ جس سے شریعت روکے وہ برائی ہے اور جس کا حکم دے وہ نیکی ہے۔ یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ اگر شریعت نے حکم یا نہی کو کسی حکمت پر مبنی کرنا ہے تو اس حکم یا نہی کو اسی حکمت کی طرف منسوب کرنا چاہئے۔ اور یوں کہنا چاہئے کہ فلاں سبب جس میں پایا جائے وہ بدی ہے اور فلاں سبب پایا جائے تو وہ نیکی ہے۔ اور اگر شریعت نے بلا کسی حکمت کے بعض امور کا حکم دینا ہے اور بعض سے روکنا ہے تو شریعت کا یہ فعل لغو اور عبث ہو جاتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا ایڈریس یہ ہے:

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت حافظ مولوی عظیم بخش صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17/فروری 2009ء میں حضرت حافظ مولوی عظیم بخش صاحبؓ پٹیالوی کا مختصر ذکرِخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت حافظ صاحبؓ اصل میں موضع بنگہ ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے تھے لیکن پٹیالہ میں تعلیم پاکر وہیں مقیم ہوگئے تھے۔ آپ نابینا تھے لیکن اس کے باوجود نہایت ذی علم اور فارسی وعربی پر کافی دسترس رکھتے تھے۔ آپؓ نے 1891ء میں حضورؑ کی بیعت کی۔ بیعت کے بعد آپ کو بہت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نہایت استقامت سے ایمان پر قائم رہے۔ آپؓ نے حضورؑ کی تصدیق میں ایک خط اور اپنی ایک فارسی نظم حضورؑ کی خدمت میں بھیجی جو حضورؑ نے اپنی کتاب ''نشان آسمانی'' میں درج فرمائی ہے۔

حضرت حافظ صاحبؓ جماعت احمدیہ کے دوسرے جلسہ سالانہ منعقدہ دسمبر 1892ء میں شامل ہوئے۔ حضورؑ نے ''آئینہ کمالات اسلام'' میں شاملین جلسہ میں آپؓ کا نام بھی درج فرمایا ہے۔

17 فروری 1906ء کو حضرت حافظ صاحبؓ کی وفات پٹیالہ میں ہوئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 جولائی 2008ء میں مکرم سراج الحق قریشی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

نشانِ فتح و ظفر ہے حدیقۃ المہدی
نویدِ صبح سحر ہے حدیقۃ المہدی
خدا نے ہم کو عطا کی ہے اک وسیع جنت
جمالِ ذوقِ نظر ہے حدیقۃ المہدی
اِسے تو سینچا ہے ''مسرور'' نے دعاؤں سے
سدا بہار شجر ہے حدیقۃ المہدی
نزولِ رحمت باری کا ہے حسین مقام
سرور قلب و نظر ہے حدیقۃ المہدی
سکون وامن کی منزل ہے یہ دلوں کے لئے
حبیب قلبِ بشر ہے حدیقۃ المہدی

محترم یعقوب احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12/جنوری 2009ء میں محترم یعقوب احمد صاحب آف محمودآباد سٹیٹ سندھ کا ذکرخیر اُن کے بیٹے مکرم مظفر احمد شہزاد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مکرم یعقوب احمد صاحب کے والد حضرت میاں جان محمد صاحبؓ، دادا حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ، اور نانا حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ آف پھیروچچی تھے۔ مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کی وفات 29/اگست 2007ء کو ہوئی جب میری عمر 27 سال تھی۔ مَیں نے جب سے ہوش سنبھالا تو یہی دیکھا کہ نماز نہ پڑھنے پر آپ نے ڈانٹا۔ دین کے معاملہ میں آپ کی غیرت دیدنی ہوتی تھی اور آپ اُس حدیث پر عمل کرتے کہ اگر کوئی برائی دیکھو تو ہاتھ یا زبان سے یا دل میں برا مناکر اس کو روکنے کی کوشش کرو۔ ایسے موقع پر آپ کا چہرہ متغیّر ہوجاتا۔ ہمیشہ حق گوئی ہی آپ کا شیوہ رہا۔

محترم یعقوب احمد صاحب نے عملی زندگی کا آغاز احمدیہ تعلیم الاسلام پرائمری سکول محمودآباد سٹیٹ میں پڑھانے سے کیا۔ پھر ایک لمبے عرصہ تک سٹیٹ کی زمینوں پر بطور منشی کام کرتے رہے۔ ہندو مزارعوں کی اکثریت آپ کی شرافت اور محبت کی قائل تھی۔ زمینوں پر جاتے تو گندم ڈالنے والی بوری ہمیشہ ہمراہ رکھتے اور جہاں نماز کا وقت ہوتا صاف جگہ پر بوری بچھا کر نماز پڑھ لیتے۔ لمبا عرصہ مقامی جماعت کے سیکرٹری مال اور امام الصلوٰۃ رہے اور سالہا سال مجلس مشاورت میں بطور نمائندہ شامل ہوئے۔ نہایت اخلاص اور خدمت دین کے جذبہ سے جماعتی اموال کی حفاظت کرتے اور ایک ایک پیسہ کا حساب رکھتے۔

آپ خوش لحن تھے۔ نماز پڑھاتے یا اجلاسات میں تلاوت ونظم پڑھتے تو بہت لطف آتا۔ روزانہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد اونچی آواز میں لمبی تلاوت کرنا معمول تھا۔ ترجمہ بھی ساتھ پڑھتے۔ نماز تہجد کے پابند اور بہت دعاگو تھے۔ شکر اور قناعت آپ کی زندگی کا خاصہ رہا۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے اور حلال کمائی پر بہت زور دیتے۔ خلافت سے عشق تھا اور پُرجوش داعی الی اللہ تھے لیکن بات چیت میں غیروں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچاتے۔ خطبہ جمعہ باقاعدہ سنتے۔ بے حد مہمان نواز، ہنس مکھ اور بشاشت قلبی سے ملنے والے وجود تھے۔ گاؤں میں کبھی کسی سے ناراضگی یا لڑائی نہیں ہوئی بلکہ لوگ آپ کو اپنے جھگڑوں میں ثالث مقرر کرتے۔ آپ کو کتب ورسائل کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ حاصل مطالعہ دوسروں سے شیئر کرتے۔

آپ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں جن میں سے ایک بیٹا بعمر پندرہ سال وفات پاگیا تو آپ نے یہ صدمہ بڑے حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا۔ وفات سے قبل بیماری کا لمبا عرصہ بھی آپ نے انتہائی صبر، دعاؤں اور رضا برضا رہتے ہوئے گزارا۔ چھ مہینے سے زائد عرصہ صاحب فراش رہے۔ انتہائی تکلیف میں بھی ذکرالٰہی اور درود شریف پڑھنے میں مصروف رہتے۔

آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے لندن میں نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

مکرم ملک غلام احمد صاحب (دوالمیال)

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4/فروری 2009ء میں مکرم ریاض احمد ملک صاحب نے مکرم ملک غلام احمد صاحب آف دوالمیال کا ذکرخیر کیا ہے۔

مکرم غلام احمد صاحب یکم نومبر 1946ء کو دوالمیال میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق حضرت حافظ شہباز خان صاحب (دوالمیال کے پہلے احمدی) کے خاندان سے تھا اور آپ کے والد محترم صوبیدار ملک محمد خان صاحب ایک نڈر احمدی، پنجوقتہ نمازی، تہجدگزار اور متوکل شخصیت تھے۔ احمدیت کے فدائی اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا گہرا مطالعہ رکھنے والے، محبت اور خلوص کا پیکر تھے اور دعوت الی اللہ آپ کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ اُن کی بیٹھک تبلیغ کا مرکز ہوا کرتی تھی جس میں دوالمیال کے احمدی بزرگ بیٹھ کر مطالعہ کتب اور احمدیت کی صداقت پر گفتگو کرتے تھے۔

مکرم غلام احمد صاحب نے مشن ہائی سکول ڈلوال سے میٹرک کیا۔ بچپن میں ٹائیفائیڈ کے نتیجہ میں آپ کی ریڑھ کی ہڈی ٹیڑھی ہوگئی تھی لیکن اس کے باوجود سکول میں آپ ہاکی اور والی بال کی ٹیموں میں شامل تھے۔ C.Com کرنے کے بعد لاہور سے الیکٹریشن کا کورس کیا اور ٹیکنیکل بورڈ میں اوّل آئے۔ جس کے بعد سنی فلورملز گلبرگ میں الیکٹریشن کی حیثیت سے ملازمت شروع کی اور وہاں سے ملر کا کورس کیا اور پھر مختلف فلورملز میں ملر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے پاکستان میں درجنوں فلورملز کو نصب کروایا اور چیف ملر کی حیثیت سے کام کیا۔ پنجاب سرحد فلورملز ایسوسی ایشن کے صدر بھی رہے۔ لیکن آپ نے اپنی احمدیت کو کبھی نہیں چھپایا بلکہ اپنی ترقیات کو احمدیت کی برکت کا نتیجہ قرار دیا کرتے تھے۔ دوالمیال اور لاہور میں مقامی جماعت میں خدمات بجالاتے رہے۔ بعد ازاں برطانیہ منتقل ہوگئے اور وہاں بھی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔ بہت مہمان نواز تھے۔ ناٹنگھم (برطانیہ) میں آپ کی وفات 24 دسمبر 2003ء کو 57 سال کی عمر میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے لندن میں نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین لیسٹر کے احمدیہ قبرستان میں عمل میں آئی۔

مکرم سعید احمد صاحب آف کوٹری

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 جنوری 2009ء میں مکرم سعید احمد صاحب آف کوٹری کی شہادت کی خبر شائع ہوئی ہے جنہیں 19 جنوری 2009ء کو اُس وقت شہید کردیا گیا جب عشاء کے بعد کام سے فارغ ہوکر آپ اپنے گھر پہنچے تو اندھیرے میں کھڑے ہوئے شخص نے کنپٹی پر پسٹل سے فائر کردیا جس سے موقعہ پر ہی وفات ہوگئی۔ حملہ آور فرار ہوگیا۔ مرحوم کی عمر 55 سال تھی۔ آپ نہایت شریف النفس، مہمان نواز اور خدمت کرنے والے انسان تھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ 23 جنوری 2009ء میں شہید مرحوم کا ذکرخیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ایک احمدی بھائی مکرم سعید احمد صاحب جو مکرم چوہدری غلام قادر صاحب اٹھوال کے بیٹے تھے، کوٹری شہر میں رہتے تھے ان کو وہاں شہید کردیا گیا۔ رات کو تقریباً نو بجے جہاں وہ کام کرتے تھے وہاں سے واپس جارہے تھے۔ گھر کے دروازے میں داخل ہوتے وقت کسی نے کنپٹی پر گن یا پسٹل رکھ کے فائر کیا جس سے آپ موقع پر ہی شہید ہوگئے۔ بڑے خدمت خلق کرنے والے تھے۔ ان میں خدمت خلق کا نمایاں جذبہ تھا۔ کسی کی بیماری کا پتہ چلتا تو اس کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیتے۔ نہایت سادہ طبیعت رکھنے والے مخلص انسان تھے اور محنتی بھی بڑے تھے ہر قسم کا کام کرلیتے تھے کوئی عار کبھی نہیں سمجھا۔ مہمان نوازی کی صفت بھی بہت نمایاں تھی۔ صبر اور حلم بھی بہت تھا کسی کو غصے میں بھی جواب نہیں دیا۔ بلکہ خاموش رہتے تھے کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ گوندل فارم سندھ میں ہی آپ کی تدفین ہوئی ہے۔ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

حضور انور نے شہید مرحوم کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

مکرم محمود احمد صاحب درویش قادیان

مکرم محمود احمد صاحب عارف درویش قادیان مورخہ 25 فروری 2009ء کو قریباً 90 سال کی عمر میں قادیان میں وفات پاگئے۔ مرحوم نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ابتداء سے ہی درویشی زندگی بسر کی۔ آپ ناظر مال آمد و ناظر مال خرچ کے علاوہ متعدد خدمات پر مامور رہے۔ بڑے نفیس الطبع وجیہ شخصیت اور گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد لمبا عرصہ خدمات بجالاتے رہے۔ موصی تھے، بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ نے لواحقین میں 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ آپ کی اہلیہ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ کی وفات بھی درویشی میں ہی ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ 27 فروری 2009ء میں آپ کے اوصاف کا تذکرہ کرنے کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5 اگست 2008ء میں مکرم ناصر احمد سیّد صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

جہاں میں کچھ بھی نہیں ہے بس اک محبت ہے
اسی لئے تو ہمیں آپ کی ضرورت ہے
تمہاری خواب سی آنکھوں میں جاگ کر دیکھا
کہ آسماں پہ ستاروں کی کیا حقیقت ہے
ہمیں بھی دیکھئے اپنی اداس چلمن سے
ہمیں بھی آپ کی تنہائیوں سے نسبت ہے
مرا وجود بھی ہے اس کے درمیاں موجود
یہ تیرے عشق کا جو اک ہجومِ وحدت ہے
تمام عمر میں بن کے رہوں غلام ترا
تری غلامی تو دنیا کی بادشاہت ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

6th May 2011 – 12th May 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 6th May 2011

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:25	Insight & Science and Medicine Review
01:10	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th February 1997.
02:20	Historic Facts
03:20	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 4th May 1995.
04:30	Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor, on 27th July 2007.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Historic Facts
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal class with Huzoor, recorded on 23rd January 2011.
08:10	Siraiki Service
08:55	Rah-e-Huda: rec. on 30th April 2011.
10:25	Indonesian Service
12:00	Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15	Tilawat
13:25	Dars-e-Hadith
13:40	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
14:10	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 10th October 2004.
19:10	Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
19:40	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiq'ahi Masa'il: discussing issues related to Islamic jurisprudence.
20:35	Friday Sermon [R]
22:00	Insight
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 7th May 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	International Jama'at News
01:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th February 1997.
02:10	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Friday Sermon: rec. on 6th May 2011.
03:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25	Rah-e-Huda: rec. on 30th April 2011.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	International Jama'at News
07:05	Yassarnal Qur'an
07:25	Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor, on 27th July 2007.
08:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 4th September 1996.
09:30	Friday Sermon [R]
10:50	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:10	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:50	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
14:00	Bengali Service
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Faith Matters: an English question and answer programme.
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 8th May 2011

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 6th May 2011.
01:25	Tilawat
01:40	Dars-e-Malfoozat
02:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th February 1997.
03:05	Friday Sermon [R]
04:20	Yassarnal Qur'an
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 8th May 2011.
07:25	Children's Corner
08:00	Faith Matters
09:05	Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Huzoor, on 28th July 2007, from the ladies Jalsa Gah.
10:25	Indonesian Service
11:20	Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon, recorded on 23rd February 2007.
12:10	Tilawat
12:20	Yassarnal Qur'an
12:35	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:05	Bengali Service
14:10	Friday Sermon [R]
15:20	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
16:30	Faith Matters [R]
17:50	Yassarnal Qur'an [R]
18:10	MTA World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:35	Real Talk
20:40	Children's Corner
21:05	Jalsa Salana United Kingdom [R]
22:25	Friday Sermon [R]
23:35	Ashab-e-Ahmad

Monday 9th May 2011

00:10	MTA World News
00:40	Tilawat
00:55	Yassarnal Qur'an
01:15	International Jama'at News
01:50	The Holy Qur'an: unity of God.
02:00	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th February 1997.
03:05	MTA World News
03:40	Friday Sermon: rec. on 6th May 2011.
04:50	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	International Jama'at News
07:00	Seerat-un-Nabi (saw)
07:40	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 12th February 2011.
08:45	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd December 1997.
09:50	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 18th February 2011.
11:00	Jalsa Salana Speeches
11:50	Tilawat
12:00	International Jama'at News
12:30	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: rec. on 5th August 2005.
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th February 1997.
20:40	International Jama'at News
21:15	Rah-e-Huda [R]
22:50	Friday Sermon [R]
23:50	MTA Variety

Tuesday 10th May 2011

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat
00:45	Dars-e-Hadith
00:55	Insight
01:10	Seerat-un-Nabi
01:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th February 1997.
03:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd December 1997.
04:05	MTA Variety
05:00	Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Huzoor, on 29th July 2007.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight
07:05	Discover Alaska
07:40	Yassarnal Qur'an
08:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam class with Huzoor, recorded on 13th February 2011.
09:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 17th November 1996. Part 1.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 25th June 2010.
12:25	Tilawat
12:35	Zinda Log
13:05	Insight
13:35	Bangla Shomprochar
14:40	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 26th September 2004.
15:25	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 6th May 2011.
20:35	Insight
21:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam class [R]
22:25	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 11th May 2011

00:10	MTA World News
00:40	Tilawat
00:55	Dars-e-Malfoozat
01:10	Yassarnal Qur'an
01:45	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th February 1997.
02:45	Learning Arabic
03:00	Discover Alaska
03:35	MTA World News
04:20	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 17th November 1996. Part 1.
05:25	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 26th September 2004.
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Hadith
06:50	Yassarnal Qur'an
07:20	Masih Hindustan Main
07:55	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Question and Answer Session: rec. on 17th November 1996. Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:05	Tilawat
12:25	Dars-e-Hadith
12:45	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:30	Friday Sermon: rec. on 12th August 2005.
14:30	Bangla Shomprochar
15:50	Dua-e-Mustaja'ab
16:15	Fiq'ahi Masa'il
17:00	Dars-e-Hadith [R]
17:25	Attractions of Australia
18:00	MTA World News
18:20	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 10th October 2004.
19:00	Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:25	Real Talk
20:30	Yassarnal Qur'an [R]
21:00	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:40	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Thursday 12th May 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:45	Dars-e- Hadith
01:20	Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th March 1997.
02:25	Fiqahi Masail
03:00	MTA World News
03:35	Masih Hindustan Main
04:05	Friday Sermon: rec. on 12th August 2005.
05:05	Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor, on 31st December 2007.
06:00	Tilawat
06:20	Children's class with Huzoor, recorded on 19th February 2011.
07:25	Yassarnal Qur'an
07:55	Faith Matters
09:00	Qur'anic Archaeology
10:00	Indonesian Service
11:05	Pushto Service
11:55	Tilawat
12:15	Zinda Log
12:40	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 6th May 2011.
13:45	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 11th May 1995.
14:55	Moshaa'irah
16:10	Dars-e- Malfoozat
16:25	Faith Matters [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:05	MTA World News
18:25	Jalsa Salana Canada: an address delivered by Huzoor, on 28th June 2008, from the ladies Jalsa Gah.
19:20	Qur'anic Archaeology
20:05	Faith Matters [R]
21:05	Children's class [R]
22:20	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:30	Dars-e- Malfoozat [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 18 Friday 29 April, 2011 Issue No. 17

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام آٹھویں سالانہ امن سمپوزیم (Peace Symposium) کا کامیاب انعقاد

وزراء مملکت، ممبران پارلیمنٹ، مختلف ممالک کے سفارتی نمائندوں، مختلف مذاہب اور مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کی شمولیت۔

جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور قیام امن کے لئے کوششوں کو خراج تحسین۔ مکرم عبدالستار ایدھی صاحب کے لئے احمدیہ مسلم پیس ایوارڈ۔

امن کی حقیقی بنیاد سچائی کے اظہار میں ہے۔ افسوس ہے کہ سچائی کے اعلیٰ معیار قومی اور بین الاقوامی سطح پر نظر نہیں آتے۔ ذاتی مفادات کے حصول کے لئے سچائی اور انصاف کو بار بار قربان کیا جاتا ہے اور کیا جا رہا ہے۔

ہم نہ صرف امن کا نعرہ بلند کرتے ہیں بلکہ حقیقت میں عملی اقدامات کر رہے ہیں۔ وہ وقت آئے گا جب دنیا اسلام کو امن و استحکام کی روشن شمع کے طور پر شناخت کرے گی۔

دنیا میں قیام امن کے لئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نہایت اہم نصائح پر مشتمل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

(رپورٹ: حامدہ سنوری فاروقی - لندن)

(طاہر ہال۔ بیت الفتوح۔ لندن):20/مارچ 2011ء کو جماعت احمدیہ برطانیہ نے بفضلہٖ تعالیٰ آٹھویں سالانہ امن کانفرنس (8th Annual Peace Symposium) طاہر ہال مسجد بیت الفتوح لندن میں نہایت کامیابی سے منعقد کی۔ ایک ہزار سے زائد افراد نے اس کانفرنس میں شرکت کی جن میں وزراء مملکت، ممبران پارلیمنٹ، ممبران ہاؤس آف لارڈز، سفارتی نمائندے، اعلیٰ افسران سول و ملٹری سوسائٹی کے مختلف افراد شامل تھے۔ گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی کئی اہم شخصیات کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی دعوت دی گئی۔

تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ سے تقریب کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر احمدیہ مسلم جماعت برطانیہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے اپنی مختصر تقریر میں کہا کہ جماعت احمدیہ اس وقت دنیا میں اسلام کے خلاف غلط فہمیوں کو پُرامن طریق پر دور کرنے کی جدوجہد میں نہایت جانفشانی سے آگے بڑھ کر خدمات پیش کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اپنے سچے ماننے والوں کو امن اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔

محترمہ Siobhain McDonagh جو مسجد بیت الفتوح کے حلقہ کی نمائندہ پارلیمانی ممبر ہیں اور تمام سیاسی جماعتوں کی نمائندگی میں جو پارلیمانی گروپ جماعت احمدیہ مسلمہ سے ناانصافیوں کے خلاف تشکیل دیا گیا ہے اس کی سربراہ ہیں، نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ یقین رکھتی ہیں کہ مذاہب اور ثقافتوں میں جو مختلف نکات ملتے ہیں ان میں سے مشترک قدروں کو لے کر ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے قرآن کریم سے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 9 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ انصاف ہی دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ سمجھتی ہیں کہ مساوی انسانی حقوق میں مذہبی آزادی شامل ہے۔ ہر شخص جو مذہب یا تمدن اختیار کرنا چاہے یا چھوڑنا چاہے اسے اس کی آزادی اور قانونی تحفظ ملنا چاہئے۔

ان کی تقریر کے بعد لارڈ ایرک ایوبری (Lord Eric Avebury) نے تقریر کی۔ ان کو گزشتہ سال جماعت احمدیہ مسلمہ کی طرف سے سب سے پہلا دیا جانے والا ’’انعام برائے امن‘‘ ملا تھا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ دنیا میں اس وقت جو فساد پھیل رہا ہے اس کی جڑ ناروداری ہے۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ کے طریق عمل میں بنیادی تبدیلیاں کرنے کی اشد ضرورت ہے اور جماعت احمدیہ اقوام متحدہ کے اصل مقاصد کے حصول کو کامیابی سے سرانجام دینے کی اہلیت رکھتی ہے۔

ان کے بعد مکرم ایڈ ڈیوی (Ed Davey MP) نے جو پارلیمانی ممبر ہیں اور Employment Relation کے وزیر مملکت بھی ہیں مختصر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مَیں جماعت احمدیہ کو ان تمام کاموں پر جو ساری دنیا میں قیام امن کے لئے کرنے میں مصروف ہے، خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کا نصب العین ’’محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں‘‘ حقیقتاً ایک سچے جذبے کو دلوں میں موجزن کرنے والا طریق عمل ہے۔

ان کے بعد مکرم مقصود احمد صاحب (OBE) نے وزیر مملکت برائے کمیونٹیز Andrew Stunnel MP اور لوکل حکومت کی نمائندگی میں پیغام پیش کیا۔ مقصود احمد صاحب خود اس محکمہ میں اعلیٰ مشیر برائے مذہبی امور کا عہدہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی جماعتیں جو فلاحی کام معاشرہ میں کرتی ہیں، حکومت ان کا خیر مقدم کرتی ہے مگر جہاں بعض گروہ دوسروں کے حقوق نظر انداز کرتے ہوئے انہیں پریشان کریں اور عوام الناس کو ان کے خلاف اُکسائیں وہاں یہ ضروری ہے کہ فوری اقدامات کے ذریعہ بے سکونی اور افراتفری کو پھیلنے سے روک دیا جائے۔ جماعت احمدیہ کے فلاحی کاموں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ معاشرہ میں امن و استحکام پیدا کرنے والی تمام کوششوں کو حکومت تقویت دینا چاہتی ہے۔

ان کے بعد برطانیہ کے اٹارنی جنرل Rt.Hon. Dominic Grieve QC. MP نے تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ سال گزشتہ میں دنیا نے بہت سی ناروداری کی قبیح مثالیں دیکھی ہیں جیسا کہ احمدی مسلمانوں پر ظالمانہ حملوں میں دیکھا گیا اور عیسائیوں کے ساتھ بھی ظلم اور ناانصافی کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ مظالم اور ان کا سدّ باب تمام دنیا کے لئے لمحہ فکریہ ہے اور ایک چیلنج پیش کرتا ہے۔

اٹارنی جنرل کی تقریر کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2010ء کا احمدیہ مسلم قیام امن کا انعام مکرم عبدالستار ایدھی صاحب کو عطا فرمایا۔ اس کا اعلان جلسہ سالانہ برطانیہ 2010ء کے موقع پر کر دیا گیا تھا۔ اِس وقت عبدالستار ایدھی صاحب جاپان میں سونامی کی وجہ سے جو آفت آئی ہے وہاں آفت زدگان کی امداد میں مصروف ہونے کی وجہ سے اس امن کانفرنس میں شریک نہیں ہو سکے تاہم انہوں نے ایک وڈیو ریکارڈنگ کے ذریعہ شرکت کی اور اپنی نمائندگی کے لئے اپنی فاؤنڈیشن کے یورپین شعبہ کے سربراہ مکرم طارق اعوان صاحب کو بھجوایا جنہوں نے یہ ایوارڈ جس کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ کا چیک بھی تھا حضور انور سے وصول کیا۔

مکرم عبدالستار ایدھی صاحب کے پیغام کی ریکارڈنگ کانفرنس میں سنوائی اور دکھائی گئی۔ اس پیغام میں انہوں نے کہا کہ ’’مَیں اختلافات رکھنے میں یقین نہیں رکھتا۔ میرا مذہب انسانیت ہے۔ جو لوگ تکلیف میں میرے پاس آتے ہیں مَیں نے ان سے کبھی نہیں پوچھا کہ ان کا مذہب کیا ہے؟ مَیں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ انسان ہیں اور انہیں میری مدد درکار ہے‘‘۔

انہوں نے جماعت احمدیہ کے فلاحی کردار کی تعریف کی اور کہا کہ وہ اس انعام کے ملنے پر خوش ہیں اور اس کے ساتھ جو رقم ہے اسے فلاحی کاموں پر خرچ کریں گے۔ قیام امن کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ انسانیت کے ناطے ہی دنیا میں امن کا قیام ممکن ہو سکتا ہے۔ اور ہمیں تمام انسانوں سے محبت کو یکساں طور پر اپنے دلوں میں جگہ دینی چاہئے۔

اس کانفرنس میں شریک ہونے والے بعض اہم عہدوں پر فائز مہمانوں کے اسماء درج ذیل ہیں:

* Paul Burstow MP (Sutton and Cheam) Minister of State for Care service.
* Stephan Hammond MP (Wimbledon)
*Parliamentary Private Secretary to the Secretary of State for Communities and Local Government
* Jane Ellison MP (Battersea)
* Matthew Offord MP (Hendon)
* H.E.Mr Miguel Solano Lopez, the Embassador of Paraguay
* Lord Tariq Ahmad of Wimbledon
* Rt, Rev Bishop Paul Hendricks, the Auxiliary Bishop of Southwark
* Mr Mamba M Ngegba, the Deputy High Commissioner of Sierra Leone.
* Nezir Karabas MP- a member of Turkish Parliament.

معزز مہمانوں کی تقاریر کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ حضور انور اس امن کانفرنس کو اپنے خطاب سے سرفراز فرمائیں۔

حضور انور کے خطاب کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

تشہد، تعوذ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد حضور نے فرمایا کہ مَیں تمام معزز مہمانوں کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں